﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۳۰ جون ۱۹۹۵ء شمارہ ۲۶

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے

"میرے نزدیک مورتی بنانے والوں نے خدا تعالیٰ کی اس حکمت اور راز کو نہیں سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالت غیب میں رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کا غیب میں ہی ہونا انسان کے لئے تمام تلاش اور جستجو اور کل تحقیقاتوں کی راہوں کو کھولتا ہے۔ جس قدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہیں وہ گو موجود تھے اور ہیں، لیکن ایک وقت میں وہ غیب میں تھے۔ انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمکار دکھائی اور گوہر مقصود کو پالیا۔ جس طرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے۔ اس کے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور آنکھوں سے بظاہر دور ہونا اس کی محبت میں کچھ فرق نہیں ڈالتا بلکہ وہ ظاہری ہجر اپنے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کر کے اس پریم بھاؤ کو اور بھی ترقی دیتا ہے۔ اسی طرح پر مورتی لے کر خدا کو تلاش کرنے والا کب سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے، جبکہ مورتی کے بدوں اس کی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل حسن ہستی کی طرف نہیں پڑ سکتی۔ انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے۔ اگر اس کو اس سوختہ دل عاشق کی طرح چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی، اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھ لے کہ واقعی مجھے خدا تعالیٰ سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالیٰ کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے، لیکن اگر درمیانی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹیں اس کی توجہ کو پھرا سکتی ہیں اور ایک لحظہ کے لئے بھی وہ خیال اس کے دل سے نکل سکتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ خدائے تعالیٰ کا عاشق نہیں اور اس سے محبت نہیں کرتا اور اسی لئے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقوں کو ملتا ہے اسے نہیں ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آکر اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ نادانوں نے اپنی محبت کا امتحان نہیں کیا اور اس کا وزن کئے بدوں ہی خدا پر بدظن ہوگئے ہیں۔ پس میرے خیال میں خدا تعالیٰ کا غیب میں رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اس کی روحانی قوتوں کو صاف کر کے جلا دینے کے لئے تا کہ وہ نور اس میں پرکاش ہو"۔

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صفحہ ۲۱۲)

اگر آپ حق کے ساتھ تعلق جوڑیں گے تو آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں عظیم الشان انقلابات بپا ہوں گے

لندن، (۲۳ جون) جو لوگ حق کے بندے بن جاتے ہیں انہیں غیروں کے مقابلہ میں عظیم الشان فتوحات حاصل ہوتی ہیں اور حق ذات سے تعلق جوڑنے کے نتیجے میں انسان کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور ہونی چاہئیں۔ ان امور کا ذکر صفات باری تعالیٰ کے مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں صفت "الحق" کے تعلق میں مختلف پہلوؤں سے فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ حق آ جائے تو باطل خود بخود بھاگ جاتا ہے اس کی ایک مثال تو ابھرتے ہوئے سورج کی ہے کہ رات کے دھندلکے سورج کے نکلنے سے غائب ہو جاتے ہیں۔ مگر جہاں تک دعوۃ الی اللہ کا تعلق ہے اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ اس کی وضاحت میں حضور نے فرمایا کہ وہ راتیں جو روحانی راتیں کہلاتی ہیں۔ ان راتوں کو صبح میں تبدیل کرنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ راتوں کو خدا تعالیٰ کے تعلق کے نور سے روشن کرنا پڑتا ہے۔ یہ وہ نور نہیں جو خود بخود اٹھ کر باہر آ جائے۔ کیونکہ باطل اپنا زور لگاتا ہے کہ حق کو مٹا ڈالے۔ اس لئے دعوۃ الی اللہ کا یہ تصور کہ ادھر پیغام دیا اور ادھر لوگ مان جائیں، قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ تم ان کو خوش خبریاں دوگے، ڈراؤ گے لیکن وہ مقابل پر ہر کوشش کریں گے کہ تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔

قرآنی آیات کی روشنی میں تاریخ احمدیت کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ حق کے معاندین حق کو مٹانے کے لئے ہر ممکن تدابیر کرتے ہیں لیکن الحق کے ساتھ تعلق رکھنے والے باوجود تھوڑے ہونے کے باطل اکثریت پر غالب آتے ہیں اور ان کو مٹانے کا عزم لے کر اٹھنے والے خود مٹا دئے جاتے ہیں۔ اس طرح سے ان کا حق پر ہونا دنیا پر ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو متحقق فرماتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

پچھلے دنوں ایک مجلس عرفان میں ایک غیراز جماعت دوست نے حضور انور کے بیان فرمودہ جوابات سے متاثر ہو کر اپنے دلی جذبات کا بہت عمدہ رنگ میں اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضور تو علم کا ایک سمندر ہیں۔ اس دوست کی بات کتنی سچی اور مبنی بر حقیقت ہے حق یہ ہے کہ یہ علم خداداد ہے اور خلافت حقہ احمدیہ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ اس علم کے سمندر سے آج ساری دنیا ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ذریعہ فیض یاب ہو رہی ہے۔ احمدی احباب کا فرض ہے کہ وہ اس علم سے خود بھی بھرپور استفادہ کریں اور اپنے احباب کو بھی علوم و معارف کے اس سمندر کا پتہ بتائیں اور ایسے مواقع مہیا کریں کہ وہ بھی اس فیض سے اپنی جھولیاں بھر سکیں یہ ہم خرما و ہم ثواب والی بات ہوگی۔

گزشتہ ایک ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

۱۰ جون، بروز ہفتہ:

معمول کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی کلاس لی۔ گفتگو کے دوران آپ نے بچوں کو لباس تقویٰ کے متعلق تفصیل سے سمجھایا۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر کے ایک مصرعہ:

"اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو"

کے معانی بیان فرماتے ہوئے لفظ "کمند" کی وضاحت فرمائی۔ کلاس میں آپ نے بچوں اور بچیوں کے مابین بیت بازی کروائی۔ بچے جو شعر پڑھتے تھے، ان کے لئے اس کے معانی جاننا بھی ضروری تھا۔ آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اگلی کلاس کے پروگرام کے بارہ میں بتایا کہ اگلے ہفتہ پھر سے اسلامی تاریخ کو بارہ میں بچوں کو مزید باتیں بتائیں گے۔

۱۱ جون بروز اتوار:

آج "ملاقات" پروگرام میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۲ جون ۱۹۹۵ء کا خطبہ جو آپ نے ہالینڈ میں ارشاد فرمایا تھا، دکھایا گیا۔ یہ خطبہ اس سے قبل ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر نہ دکھایا جا سکا تھا۔ اس خطبہ کے شروع میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ یو۔ کے۔ کی مجلس شوریٰ کے لئے پیغام دیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفت "غنی" کے بارہ میں تفصیل سے خطاب فرمایا۔

۱۲ جون بروز سوموار:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۸۶ لی۔

۱۳ جون بروز منگل:

آج ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۸۷ منعقد ہوئی۔

۱۴ جون بروز بدھ:

حسب معمول حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "ترجمۃ القرآن" کلاس لی۔ جس میں آپ قرآن کریم کا آسان فہم ترجمہ، نیز ضروری مقامات کی تشریح بیان فرماتے ہیں۔ آج آپ نے سورہ النساء کی آیت نمبر ۱۱۸ تا ۱۳۵ پڑھائیں۔ یہ ترجمہ کی کلاس نمبر ۶۰ تھی۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر

اعلان نکاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۰ جون ۱۹۹۵ء بروز منگل بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں حسب ذیل ۲ نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

☆ پہلا نکاح مکرم فرید احمد نوید صاحب ابن مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ساجد مرحوم (سابق پرنسپل طبیہ کالج ربوہ) کا تھا جو مکرم مغفور احمد صاحب منیب (امیر و مشنری انچارج جاپان) کی صاحبزادی مکرمہ رشیقہ منیب کے ہمراہ مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر ہوا۔ مکرم فرید احمد نوید صاحب واقف زندگی ہیں اور اس وقت جامعہ احمدیہ ربوہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

☆ دوسرا نکاح مکرم احمد منان مرزا صاحب آف لندن (اسسٹنٹ مینیجر الفضل انٹرنیشنل) کی صاحبزادی مکرمہ فوزیہ مرزا کا تھا جو مکرم فہیم احمد طاہر صاحب ابن مکرم عبداللطیف خان صاحب ربوہ کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار پاؤنڈ سٹرلنگ حق مہر پر ہوا۔ مکرم فہیم احمد صاحب طاہر چونکہ یہاں موجود نہیں تھے اس لئے ان کی طرف سے مکرم بشارت اللہ صاحب خلیل ابن مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل (مرحوم) نے بطور وکیل ایجاب و قبول کیا۔

مکرمہ فوزیہ مرزا کے نانا مکرم نیک محمد خان صاحب (مرحوم) افغانستان کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد غزنی کے گورنر تھے لیکن جب انہوں نے احمدیت قبول کی تو افغانستان چھوڑنا پڑا اور قادیان آکر آباد ہو گئے جس کے بعد ایک لمبا عرصہ انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت کی۔

آخر پر حضور انور نے دونوں نکاحوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

اداریہ

ایمان بالغیب کا تقاضا

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفۃ الرسول سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شب مدینہ میں گشت فرمارہے تھے کہ ایک گھر سے ایک عورت اور اس کی بیٹی کے درمیان ہونے والی گفتگو کی آواز آپ کے کانوں میں پڑی۔ ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں کچھ پانی ملا دو تاکہ صبح جب ہم دودھ فروخت کریں تو کچھ زیادہ پیسے کما سکیں۔ بیٹی نے کہا میں ہرگز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔ کیا آپ نے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق کی طرف سے منادی کا یہ اعلان نہیں سنا کہ آپ نے دودھ میں پانی کی ملاوٹ کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ماں نے کہا لیکن عمر کو کیا پتہ؟ وہ تو ہمیں دیکھ نہیں رہے۔ بیٹی نے کہا اگرچہ عمر اس وقت یہاں نہیں ہیں لیکن خدا تو دیکھ رہا ہے۔ میں ہرگز دودھ میں پانی کی ملاوٹ نہیں کروں گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نیک بخت، سعید فطرت لڑکی کو بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو بننے کا شرف حاصل ہوا۔

یہ بظاہر ایک چھوٹا سا واقعہ ہے لیکن اپنے اندر بہت سے مضامین لئے ہوئے ہے۔ انسان جرم یا گناہ کی طرف اکثر اسی لئے مائل ہوتا ہے کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی ذمہ دار بالا ہستی جو اسے اس جرم یا گناہ پر سزا دے سکتی ہے اسے اس وقت دیکھ نہیں رہی اور وہ اپنے جرم یا گناہ کو چھپا سکتا ہے۔ لیکن جہاں یہ احساس غالب ہو کہ ایک بالا مقتدر ہستی اس پر نگران ہے اور وہ اپنے اس فعل کی سزا سے بچ نہیں سکتا تو یہ احساس اسے بہت سی غلطیوں اور گناہوں سے بچا سکتا ہے۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جو خطبہ جمعہ الفضل کے اس شمارہ کی زینت ہے اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کے پہلو سے غیب کے مختلف مضامین کو واضح کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ "گناہ سے بچنے کا جو اصول قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ ہے " یخشون ربھم بالغیب " یعنی ایسے لوگ اپنے رب سے غیب کی حالت میں ڈرتے ہیں۔ مذکورہ بالا واقعہ " یخشون ربھم بالغیب " کی ایک خوبصورت مثال ہے۔ "اگر یہ احساس زندہ رہے اور یہ احساس انسان سے غائب نہ ہو کہ خدا غائب ہوتے ہوئے ہمیں وہاں سے دیکھ رہا ہے جہاں سے ہم اسے نہیں دیکھ رہے تو یہ وہ لوگ ہیں جو شیطان سے محفوظ رہتے ہیں"۔ اور "غیب کا مضمون خدا ہی سے نہیں، گناہ کے تعلق میں بندے سے بھی تعلق رکھتا ہے۔" وہ لوگ جو روزمرہ کے معاملات میں اپنے بھائی بندوں کے ساتھ ان کی عدم موجودگی میں، ان کی نظروں سے چھپ کر دھوکے، فریب، خیانت اور بد دیانتی کا معاملہ کرتے ہیں ان کا ایک عالم الغیب والشہادہ خدا پر ایمان کا دعویٰ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے۔ وہ انسانوں کو تو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن خدا کی نظر سے چھپ نہیں سکتے کیونکہ وہ حی و قیوم، قادر و مقتدر، اور شہید خدا ہے۔ اور اس پر زندہ اور کامل ایمان ہی ہے جو انسان کو گناہوں سے نجات بخش سکتا ہے۔

آج اس بات کی شدت سے ضرورت ہے کہ ہم نہ صرف خود ایمان بالغیب کے حقیقی مفہوم کو سمجھیں اور اس کے تقاضوں کو پورا کریں بلکہ اپنے بچوں کے دلوں میں بھی بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی عظمت کو قائم کرنے کی سعی کریں۔ اس کی محبت اور اس کی خشیت اگر دلوں میں راسخ ہو جائے تو پھر انسان کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ وہ خدا کے ان عباد میں شامل ہو جاتا ہے جن پر شیطان کبھی غالب نہیں آسکتا اور وہ ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کی عافیت کے حصار میں آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ از صفحہ اول

حضور نے فرمایا یہاں اس کے ساتھ ایک اور بھی مضمون وابستہ ہے کہ حق تب تک متحقق ہوگا جب تک حق سے تعلق ہوگا۔ جہاں حق سے تعلق ٹوٹا وہاں حق کے متعلق خدا کی یہ گواہی ہمارے حق میں صادق آنا بند ہو جائے گی کہ "حق آگیا اور باطل بھاگ گیا"۔۔۔۔ مگر جب آپ پھل دار شاخ بنیں گے تو اللہ تعالیٰ لازماً آپ کی تائید میں کھڑا ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ کامیاب مبلغ بننے کے لئے حکمت کی ضرورت ہوتی ہے بزدلی کی نہیں۔ حکمت ہر نبی کو عطا کی گئی ہے۔ اس لئے حکمت سے عاری ہو کر تبلیغ ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ تبلیغ کے آغاز میں ہی خدا تعالیٰ حکمت کی شرط لگاتا ہے۔ لیکن خوف کی کہیں بھی شرط نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ خوف کو دور کرتا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ پس جب تک حق کی وہ علامتیں آپ کے اندر پیدا نہ ہوں اس وقت تک آپ دنیا کے سامنے ایک نڈر اور بے باک داعی الی اللہ کے طور پر نہیں ابھر سکتے۔ پس اس پہلو سے اگر تم حق سے تعلق جوڑو تو دیکھو گے کہ تمہاری تبلیغ میں کتنے عظیم الشان انقلابات برپا ہونگے۔

خطبہ کے آغاز میں حضور انور نے جماعت احمدیہ امریکہ اور انڈونیشیا کے جلسہ سالانہ کے آغاز کے حوالے سے ان جلسوں کے حاضرین کو اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے السلام علیکم کا پیغام دیتے ہوئے جلسوں کی کامیابی کے لئے دعا دی۔ اور تبلیغی لحاظ سے غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف ہر دو ممالک کی جماعتوں کو خصوصیت سے توجہ دلائی۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ بن ابی طالب و بخاری کتاب الجہاد)

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا خدا کی قسم! تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا اعلیٰ درجے کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

بقیہ مختصرات

۱۵ جون بروز جمعرات:

"ترجمۃ القرآن" کی کلاس نمبر ۱۶۱ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ النساء از آیت نمبر ۱۳۶ تا ۱۵۴ پڑھائی۔

۱۶ جون بروز جمعۃ المبارک:

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسب پروگرام عام سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ یہ مجلس اردو میں تھی۔ اس میں درج ذیل سوالات کئے گئے۔

☆ جماعت احمدیہ کے نزدیک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ اور احمدی لوگ عاشورہ اس طرح کیوں نہیں مناتے جس طرح شیعہ حضرات مناتے ہیں؟

☆ نماز سنت کی چاروں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد بعض اور آیات قرآنی کی تلاوت کی جاتی ہے۔ جبکہ فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں یہ تلاوت نہیں کی جاتی، اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اس سورت میں معین طور پر استغفار کی دعا نہیں سکھائی گئی؟

☆ بعض بیماریاں باپ دادوں سے موروثی طور پر اولاد میں منتقل ہوتی ہیں اور مسیح پاک علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جسمانی اور روحانی نظاموں میں ایک انطباق پایا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان دو باتوں سے عیسائیت کے موروثی گناہ کے عقیدہ کو تقویت نہیں ملتی؟

☆ کیا مسلمانوں کے قبرستان میں کوئی غیر مسلم یا عیسائی دفن ہو سکتا ہے؟ اس بارہ میں اسلامی نظریہ کیا ہے؟

☆ دنیا کی غالب اکثریت غربت کا شکار ہے۔ بڑی طاقتیں چھوٹے ممالک اور جزائر کے وسائل Exploit کر رہی ہیں۔ عیسائیت نے تو ان حالات کو اور بھی خراب کر دیا ہے اور کوئی بہتری کی صورت نظر نہیں آتی۔ کیا اسلام ان حالات کو بدل سکتا ہے اور کیسے؟

☆ سورہ یونس کی آیت نمبر ۶۸ میں ہے کہ " ھوالذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیہ والنھار مبصراً۔ ان فی ذالک لاٰیات لقوم یسمعون " سوال یہ ہے کہ دن اور رات کے ذکر کے بعد " لاٰیات لقوم یسمعون " بیان کرنے میں کیا حکمت ہے؟

☆ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کے رب العالمین ہونے کا ذکر ہے۔ اگر ہماری اس دنیا کے علاوہ کسی اور عالم کے وجود کا امکان ہے تو کیا وہاں شیطان کے وجود بھی امکان ہے؟

☆ مغربی ممالک میں گمنام افراد کی طرف سے مادہ تولید لینے کا طریق جاری ہے اس طرح بہن بھائی کی شادی کا بھی امکان ہے اس معاملہ میں حضور کا کیا تبصرہ ہے؟

☆ سورہ رحمان میں آگ کے شعلہ اور آسمان کے پھٹنے کا ذکر ہے اور پھر یہ ذکر ہے کہ تم کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے۔ سوال یہ ہے کہ یہ چیزیں نعمتیں کیسے قرار دی جا سکتی ہیں؟

☆ نماز میں تلاوت کے وقت "بسم اللہ الرحمان الرحیم" بالجہر کیوں نہیں پڑھی جاتی؟

☆ کنفیوشس کے بارہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ایک فلاسفر تھے۔ جماعت احمدیہ کا اس بارہ میں کیا نظریہ ہے؟

☆ پاکستان کے تازہ حالات پر تبصرہ۔

☆ فرسٹ کزن میں شادیوں کا کوئی نقصان تو نہیں۔

☆ اگر ایک بیٹا اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے تو کیا اس کی اولاد کو دادا کی وراثت میں سے حصہ ملے گا؟

(ع - م - ر)

نبی ؐ کے نام پر

پاکستان میں جس طرح کبھی تحفظ ختم نبوت کی آڑ میں اور کبھی نظام مصطفیٰ یا ناموس رسول کا نعرہ لگا کر آئے دن نہایت اخلاق سوز حرکات کی جاتی ہیں اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقدس نام پر، آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے لیکن آپؐ کی تمام صفات حسنہ سے عاری ملاں، ملک میں لوٹ مار، توڑ پھوڑ اور فتنہ وفساد کی کاروائیاں کرتے ہیں اس کی مثال کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ ان فتنہ پرور شریر مفسدین کا طریق کار آج بھی وہی ہے جو اس سے پہلے ان کے آباء کا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں صوبہ پنجاب میں تحریک ختم نبوت کی آڑ میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر فسادات بپا ہوئے اس کے بعد ۱۹۷۴ء اور پھر ۱۹۸۴ء کے بعد بھی اسی طرز کے ہنگامے ہوئے لیکن ایک فرق کے ساتھ کہ ۷۴ء اور ۸۴ء کے حالات میں مفسدین کو حکومت کی واضح طور پر اشیرباد حاصل تھی بلکہ حکومت کی طرف سے احمدیوں پر ظلم وستم کے قانونی جواز مہیا کئے گئے۔ ملک کے فوجی آمر آنجہانی ضیاء الحق نے تو کھلم کھلا ذاتی طور پر احمدیوں کو مٹا ڈالنے کے عزم کا اظہار کیا۔ لیکن خدا نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو تباہ برباد کرنے کی نیت سے بڑھنے والے اس شخص کو خود اپنے دست قدرت سے ملیا میٹ فرما دیا۔

ذیل میں ہم تاریخ احمدیت جلد ۱۶ سے ۱۹۵۳ء کے حالات کے متعلق چند صفحات ہدیہ قارئین کر رہے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ فتنہ پرور ملاں کس طرح ماضی میں خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر بدامنی اور فساد پھیلاتا رہا اور آج بھی اسی روش پر قائم ہے۔ کاش کہ ملک کے حکمران قوم و ملک اور ملت اسلامیہ کے مفاد میں نحوستوں کے بھگندر اس پیر تسمہ پا کو گلے سے اتار پھینکنے کے لئے کوئی جرات مندانہ اقدام کی توفیق پائیں۔ [مدیر]

☆☆

فروری ۱۹۵۳ء کے آخر میں مغربی پاکستان خصوصاً اس کے صوبہ پنجاب میں فسادات کے شعلے بھڑک اٹھے جس پر ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں آیا۔ بعد ازاں جسٹس محمد منیر اور جسٹس ایم آر کیانی جیسے فاضل ججان پر مشتمل تحقیقاتی عدالت نے اس شورش کے عوامل اور دیگر ضروری احوال و کوائف کی نہایت محنت و عرق ریزی سے چھان بین کی اور اپنی مفصل رپورٹ میں فسادات کی تفصیلات پر روشنی ڈالی اور ان کے پیچھے کار فرما عناصر کو بے نقاب کیا۔

ان فسادات میں لاقانونیت، ہنگامہ آرائی اور بدامنی کے اثرات و نتائج تین واضح صورتوں میں ابھر آئے۔

اول : اخلاق سوز مظاہرے
دوم : پاکستان کے خلاف بغاوت
سوم : جماعت احمدیہ کے خلاف وسیع پیمانے پر تشدد

اخلاق سوز مظاہرے

ان مظاہروں میں اخلاق اور انسانیت کی اقدار کو کس بے دردی سے پامال کیا گیا؟ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل بیانات سے بخوبی لگ سکتا ہے۔

(۱) جناب نصر اللہ خان صاحب عزیز مدیر تسنیم، جناب ممتاز احمد خان صاحب مدیر آفاق، جناب خلیل احمد صاحب مدیر مغربی پاکستان، جناب محمد حبیب اللہ صاحب اوج مدیر احسان، جناب محمد علی صاحب شمسی مدیر سفینہ نے متفقہ بیان دیا کہ:

"تحفظ ختم نبوت کے مقصد سے ہر مسلمان کو ہمدردی ہے۔ ختم نبوت مسلمان کے ایمان کا جزو ہے لیکن اس مقدس مقصد کے نام پر بھنگڑے، سوانگ رچانا، مغلظ گالیاں نکالنا اور اخلاق سوز حرکتیں کرنا مسلمانوں کے لئے باعث شرم ہے"۔

(روزنامہ آفاق لاہور، ۴ مارچ ۱۹۵۳ء صفحہ ۶)

(۲) روزنامہ "آفاق" لاہور نے متعدد اداریوں میں اس خلاف اسلام ذہنیت کی پرزور مذمت کی۔ مثلاً لکھا:

نبی ؐ کے نام پر

"آج کل لاہور میں بعض بے فکرے نوجوان تحریک ختم نبوت کی آڑ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جو حرکات کر رہے ہیں۔ کیا کسی حق گو عالم، لیڈر، رہنما اور ذی اثر انسان میں ہمت ہے کہ ان کی روک تھام کے لئے میدان میں نکلے اور (ان نوجوانوں کو جن کا خون گرم ملت کے ہزار کام آسکتا ہے) اس لہو و لعب اور غیر شریفانہ انداز سے روکے، بعض نوجوانوں کا سوانگ بنانا، ڈنڈے بجانا، بھنگڑا پانا اور اچھل کود کرنا۔ کیا ان تمام حرکات کو کوئی صحیح العقیدہ مسلمان تحریک ختم نبوت یا سرور کائنات کے مقدس نام سے کسی طرح وابستہ کر سکتا ہے اور سب کچھ ہوا اسی نام پر ہو رہا ہے، کیا یہ تمام حرکات بجائے خود توہین سرور کائنات کی ذیل میں نہیں آتیں؟ بینوا و توجروا"۔

(روزنامہ آفاق ۴ مارچ ۱۹۵۳ء ص ۳ کالم ۳)

(۳) اسی اخبار نے اپنی ۲۳ مارچ ۱۹۵۳ء کی اشاعت صفحہ ۲ میں لکھا:

"کوئی شک نہیں کہ تحفظ ناموس رسولؐ پر ہم دنیا کی پیاری سے پیاری چیز قربان کرنا ہی اپنی سعادت سمجھتے ہیں لیکن ایثار و قربانی جیسی پاکیزہ اور قابل رشک چیزوں کے ساتھ ہم کسی طرح بھی ہڑبونگ، ہلڑ اور فساد کا پیوند نہیں لگا سکتے۔ ناموس رسالت کا صحیح پاس اسی دل کو ہو سکتا ہے جو رسولؐ کی شان رحمت کے حدود کو بھی سمجھتا ہو وہ رحمت جو عالمین کو محیط ہے جس کے دامن حیات آفریں میں طائف کے پتھر مارنے والے بھی دعائے نیک کے مستحق ٹھہرتے ہیں اور مکہ کے جانی دشمن بھی یہ پیام سنتے ہیں "لا تثریب علیکم الیوم" ہڑبونگ، ہلڑ اور فساد رحمۃ للعالمین نے کسی طرح کی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیا ...... ختم نبوت کے مسئلے کا تعلق، ایمان و اعتقاد کی پاکیزگی، کبھی کسی اکراہ کی روادار بھی نہیں چہ جائیکہ فتنہ و فساد اس سے وابستہ ہو جائے"۔

(۴) اخبار "مغربی پاکستان" لاہور نے ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کے اداریہ میں لکھا:

"خدا اور محمدؐ کے نام کے ساتھ انتہائی غلیظ اور قابل نفرت گالیاں دی جاتی ہیں، تشدد کے مظاہرے کئے جاتے ہیں، گاڑیاں روک لی جاتی ہیں اور ہجوم کی طرف سے ہر طرح کی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا جاتا ہے .... ہم مسلمانان پنجاب سے گزارش کریں گے کہ وہ مذہب کے معنے غلط نہ سمجھیں اور مذہب کو اس طرح نہ اچھالیں کہ آپ ختم ہو کر رہ جائیں۔ علماء نے آپ کو غلط بات بتائی ہے۔ خدا کے لئے ہر شخص مذہب کا ٹھیکیدار نہیں ہو سکتا۔ مذہب ہر شخص کا اپنا اپنا ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص مسلمان نہیں تو کیا آپ کا اسلام یہ سبق دیتا ہے کہ آپ اسے زبردستی مسلمان بنائیں یا اسے اٹھا کر اپنے ملک سے باہر پھینک دیں۔ ذرا اپنے اعمال کا جائزہ لیجئے کیا آپ مسلمان ہیں؟ ٹھنڈے دل سے غور کیجئے صرف پچھلے چند دن کے اعمال ہی پر نظر ڈالئے۔ کیا یہ سچے مسلمان کے اعمال ہو سکتے ہیں؟ پھر مذہب کے نام پر یہ ہڑبونگ کیوں مچائی جا رہی ہے؟ ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ احراریوں کی ہڑبونگ، اس راست اقدام، اس ختم نبوت کو اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کا نام بدنام کیا جا رہا ہے۔ اس کا تعلق ضرور کسی سیاسی اغراض سے ہے سیاسی اغراض سے ہے ...... احراری لیڈر ہوں یا دوسرے جو لوگ بھی مذہب کے نام پر آپ کو اشتعال دلاتے ہیں اور اس طرح آپ کے نازک جذبات سے کھیلتے ہیں تو وہ یقیناً پاکستان کے بدترین دشمن ہیں"۔

(روزنامہ "مغربی پاکستان" لاہور، ۶ مارچ ۱۹۵۳ء ص ۳)

(۵) راولپنڈی کے مشہور اخبار "تعمیر" کو اپنے اداریہ میں یہاں تک لکھنا پڑا کہ:

"سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو بلند رکھنے کے لئے کون مسلمان ہے جو اپنا سب کچھ قربان کر دینے سے گریز کرے گا؟ لیکن اس مقدس علم کے نیچے فحش اور بازاری گالیاں سن کر رحمۃ للعالمین کے نام پر لوٹ مار، توڑ پھوڑ اور آتش زدگی کی وارداتیں اور ساری دنیا کے لئے امن و سلامتی کا پیغام لانے والے کے پرستار ہونے کے دعویداروں کی جانب سے تشدد اور بدامنی دیکھ کر کس مسلمان کا سر ندامت سے نہیں جھک جائے گا"۔

(روزنامہ "تعمیر"، ۱۱ مارچ ۱۹۵۳ء ص ۳)

(۶) حکومت پاکستان نے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کو حسب ذیل اعلامیہ جاری کیا:

"ملک کے بعض حصوں میں احمدیہ فرقہ کے متعلق جو فرقہ وارانہ تحریک چل رہی ہے اور بڑھ رہی ہے لوگوں کو اس کی خاص خاص باتوں کا اچھی طرح علم ہے۔ اس ایجی ٹیشن کے چلانے والوں نے اب حکومت کو یہ تحکمانہ چیلنج دیا ہے کہ اگر ان کے مطالبات نہ مانے گئے تو وہ ڈائریکٹ ایکشن شروع کر دیں گے۔ یہ ایجی ٹیشن احراریوں نے شروع کیا تھا اور گو بعد میں بعض دوسرے عناصر نے بھی اس کی حمایت شروع کر دی لیکن اب بھی احراری اس کی حمایت کر رہے ہیں اور وہی اسے چلا رہے ہیں۔ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ قیام پاکستان سے پہلے احرار مسلسل اور سختی کے ساتھ مسلمانوں کی تحریک آزادی کی مخالفت کرتے رہے اور انہوں نے ان لیڈروں اور جماعتوں سے تعاون کرنے سے انکار کر دیا تھا جو حصول پاکستان کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ تقسیم سے قبل بہت سے احرار لیڈروں نے کانگرس اور ان جماعتوں کا ساتھ دیا اور ان سے گہرا تعاون کیا جو مسلمانوں کی جنگ آزادی میں قائد اعظم مرحوم کے مقابلہ پر صف آراء تھیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی اپنی انتشار پسند سرگرمیوں کو ترک نہیں کیا۔ ہمارے پاس اس امر کی معتبر شہادتیں ہیں کہ احرار اب بھی پاکستان کے نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ احرار لیڈروں نے پاکستان کے دشمنوں کے اشاروں پر اور ان کی مدد سے مسلمانوں میں انتشار پھیلانے اور پاکستان کے استحکام کو نقصان پہنچانے کی ہر امکانی کوشش کی ہے"۔

(روزنامہ جنگ کراچی، یکم مارچ ۱۹۵۳ء)

(۶) وزیر دفاع جناب سکندر مرزا صاحب نے ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان کو خفیہ مکتوب لکھا کہ:

"آپ کے ذاتی دشمنوں نے جن میں ملاں بھی شامل ہیں، جو مسائل کھڑے کر دئے ہیں اگر سختی سے نہ دبائے گئے تو ملک کی پوری انتظامیہ کو تباہ کر کے رکھ دیں گے۔ کافی عرصے سے میں اپنی انٹیلی جینس کے آدمیوں کو کراچی میں جلسوں وغیرہ میں بھیج رہا ہوں جہاں آپ کو اور حکومت کو کھلے عام گالیاں دی جاتی ہیں۔ وہ انتہائی اشتعال انگیز اور تیز و تند نوعیت کی ہیں .... کیا مذہب اسی کا نام ہے کہ سب سے بڑی اسلامی ریاست کی انتظامیہ کی بنیادوں کو تباہ کر دیا جائے؟ قاہرہ میں سر ظفر اللہ خان کا استقبال پورے احترام اور عزت کے ساتھ کیا گیا۔ وہ تمام عرب ممالک کے سربراہوں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں، جن کی نظر میں ان کی بہت عزت بھی ہے۔ لیکن کراچی میں عام جلسوں میں انہیں گالیاں دی جا رہی ہیں اور ان کی تصویر پر تھوکا جا رہا ہے۔ گزشتہ رات ایک گدھے کے جسم کے ساتھ ملا کر ان کا کارٹون بنایا گیا ہے۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ دنیا بھر کے دارالحکومتوں میں رپورٹ نہیں ہو رہا ہوگا؟ پھر ایسی صورت میں بین الاقوامی طور پر پاکستان کی کیا پوزیشن باقی رہ جاتی ہے؟ اور کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس تمام خرافات کے کیا نتائج نکل رہے ہیں .... خدا کے واسطے ایک جرات مند لیڈر بنئے اور فیصلہ کن اقدام اٹھائیے۔ صرف ایک دفعہ آپ یہ کر کے دیکھئے بدمعاشوں کے علاوہ پوری قوم آپ کے گرد ہوگی اور پاکستان کا وقار پھر رفعتوں کو چھونے لگے گا، ملک بچ جائے گا"۔

(معیار ۱ تا ۸ مئی ۱۹۷۶ء ص ۴۴، ۴۵)

پاکستان کے خلاف بغاوت

یہ شورش ایک مقدس نعرہ کی آڑ میں بپا کی گئی تھی جو کھلی بغاوت پر منتج ہوئی جس نے ملک کے دانشوروں اور محب وطن طبقوں کی آنکھیں کھول دیں اور انہیں

ASIAN AND ENGLISH JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

برملا تسلیم کرنا پڑا کہ یہ ختم نبوت نہیں بلکہ ختم پاکستان کی تحریک ہے جو پاکستان اور اسلام دشمن طاقتوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل بیانات سے عیاں ہے:۔

(۱) "روزنامہ "مغربی پاکستان" نے "نوحہ غم" کے زیر عنوان ایک اداریہ میں لکھا۔

"اب تو شاید عوام کو بھی اس امر کا احساس ہو چکا ہو گا کہ یہ "راست اقدام" مذہب کی محبت کی وجہ سے شروع نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کا مقصد کچھ اور ہی ہے۔ .... مذہب اور مذہب اسلام جس کی بلندی کے سامنے دنیا کی تمام بلندیاں پست ہیں یہ کبھی اجازت نہیں دیتا کہ اس قسم کی ہنگامہ آرائی کی جائے"۔

"دشمن ہماری اس حرکت پر خندہ زن ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے اور وہ اندر ہی اندر بہت شاداں و فرحاں بھی ہیں کہ اس ہنگامہ آرائی سے یقیناً پاکستان کمزور ہو جائے گا اور وہ اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر پاکستان کو ایک ہی ضرب میں ختم کر دیں گے"۔

(روزنامہ مغربی پاکستان لاہور، ۷ مارچ ۵۳ء صـ ۲ کالم ۱)

(۲) وزیر اعظم پنجاب جناب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے اپنی ۱۵ مارچ ۱۹۵۳ء کی نشری تقریر میں کہا۔

"حفاظت ناموس رسول کے مقدس نعرے کی آڑ میں بعض شرپسند اور پاکستان دشمن عناصر نے ایسی وحشیانہ حرکات کیں جن سے اسلام کے نام کو دھبہ لگا اور پاکستان کے مفاد اور وقار کو شدید نقصان پہنچا۔ ان عناصر نے ہماری پاک مسجدوں کو غلط سیاست کی کھلی سازش کا اکھاڑا بنانے تک سے دریغ نہ کیا۔ وہ لوگ جو کل تک پاکستان کے الم نشرح دشمن تھے۔ امن پسند اور بھولے شہریوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے میں کامیاب ہو گئے، ریل گاڑیوں کی پٹڑیاں اکھاڑ دی گئیں تاکہ خوراک کی نقل و حرکت مسدود ہو جائے۔ تار اور ٹیلیفون کے سلسلے کو منقطع کرنے کی کوشش کی گئی۔ بیوپاریوں اور محنت مزدوری کرنے والوں کو کام سے جبراً روکا گیا، دوکانیں اور گھر لوٹے گئے، عورتوں کی بے عزتی ہوئی، قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ غرضیکہ ہر ممکن طریق سے بدامنی اور انتشار، دہشت اور ہراس پھیلانے کی کوشش کی گئی تاکہ صوبہ کی اقتصادی اور شہری زندگی ختم ہو جائے۔

آپ نے یہ بھی محسوس کیا ہو گا کہ یہ تمام کاروائی ایسے وقت میں عمل میں لائی گئی جبکہ ہمارا ملک خصوصاً پنجاب ایک نازک اقتصادی دور سے گزر رہا تھا۔ ایک طرف قدرتی حوادث اور نہروں میں پانی کم ہونے کے باعث خوراک کی کمی کا مسئلہ درپیش تھا۔ دوسری طرف عالمگیر بحران نے تجارت کا بازار سرد کر رکھا تھا۔ اس مصیبت کے وقت پنجاب میں خلفشار پیدا ہونا کوئی اتفاقی سانحہ نہ تھا بلکہ ایک خوفناک سازش تھی۔ ہر آزاد قوم کا شیوہ ہے کہ مصیبت کے وقت اتفاق اور اعتماد سے کام لے۔ ایسے موقع پر سراسیمگی اور خلفشار پھیلانا ملک کے دشمنوں کے سوا اور کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔ ان دشمنوں کے وجود سے آپ اور آپ کی حکومت بے خبر نہیں تھی۔ یہ لوگ پاکستان کے شروع سے مخالف تھے اور ہر مرحلے پر اس کی ترقی اور بہبودی کی راہ میں روڑے اٹکاتے رہے ہیں .... ان کی کھلی بغاوت کا کم از کم ایک فائدہ یہ ہوا ہے کہ ملک کے دشمن بے نقاب ہو گئے اور قوم نے انہیں ان کے اصلی رنگ اور روپ میں دیکھ لیا ہے۔ اب خواہ کسی بھیس میں آئیں یا کسی لائحہ عمل کی آڑ لیں ان کا فریب نہ چل سکے گا لیکن افسوس ان لوگوں پر ہے جو لاعلمی اور نادانی کے باعث ان غداروں کی سازش کا شکار ہو گئے۔ جو ان کے دھوکے میں آ کر اپنی قوم اور ملک کا اور خود اپنا مفاد بھول گئے اور ان کی شیطنت کا آلہ کار بن گئے"۔

(پمفلٹ "پنجاب میں امن و امان قائم رکھئے" صـ ۱ تا ۳، ناشر محکمہ تعلقات عامہ پنجاب مارچ ۱۹۵۳ء)

وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے بعد ۲۰ مارچ ۱۹۵۳ء کو پنجاب اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"اس تحریک کے علمبرداروں نے نام نہاد راست اقدام جسے میں کھلی بغاوت کہتا ہوں شروع کر کے تشدد کا راستہ اختیار کیا...... تحریک کے پہلے تین چار دنوں میں کوئی خاص ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا لیکن بعد ازاں یہ تحریک پاکستان دشمن سیاسی عناصر اور شرپسند غنڈوں کے ہاتھوں میں چلی گئی"۔

(نوائے وقت لاہور، ۲۲ مارچ ۱۹۵۳ء صـ ۴)

(۳) گورنر پنجاب جناب ابراہیم اسماعیل چندریگر نے ۲۱ مارچ ۱۹۵۳ء کو ایک نشری تقریر کی جس میں اس ایجی ٹیشن کو "کھلی بغاوت" قرار دیتے ہوئے کہا۔

"بدامنی کی یہ تحریک بظاہر ختم نبوت کے تحفظ کے لئے شروع کی گئی لیکن جو مطالبات اس تحریک کے نام پر پیش کئے گئے وہ سراسر سیاسی تھے۔ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے انہیں مذہبی رنگ دیا گیا...... اس مسئلہ کو بدامنی اور قانون شکنی کی دلیل بنانا اور ڈائریکٹ ایکشن کی ابتداء کرنا ایک خطرناک سازش تھی جس کی بیشتر ذمہ داری جماعت احرار پر عائد ہوتی ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جو شروع سے پاکستان کی دشمن رہی اور قیام پاکستان سے اب تک شاید ہی کوئی ایسا حربہ ہو جو اس نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال نہ کیا ہو...... شرپسند عناصر نے نہ صرف صوبے کے امن و امان کو تہ و بالا کرنے کی کوشش کی بلکہ قومی اور انفرادی نقصانات کا ایک طویل سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ افسوس کا مقام ہے کہ یہ سب کچھ ناموس رسول ؐ اور اسلام کے نام پر کیا جا رہا تھا"۔

(نوائے وقت ۲۳ مارچ ۱۹۵۳ء صـ ۶)

(۴) جناب خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان نے پاکستان پارلیمنٹ میں بجٹ اجلاس کے دوران تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جن لوگوں نے اس کی رہنمائی کی اور جو اکثریت میں تھے زیادہ تر احراری گروہ سے تعلق رکھتے تھے ...... یہی لوگ اور ان کے نمائندے ہیں جنہوں نے قائد اعظم کو (نعوذ باللہ) کافر اعظم اور پاکستان کو پلیدستان کہا۔ جنہوں نے پاکستان کی شدید مخالفت کی اور قیام پاکستان کے بعد بھی سرحد پار کے ساتھ اپنے روابط قائم رکھے"۔

"انہوں نے غیر اسلامی چالیں اور عیاریاں اختیار کیں۔ اسلام دانستہ دروغ بافی اور جھوٹے پراپیگنڈا کا ہرگز روادار نہیں۔ اس جھوٹے پراپیگنڈے کے علاوہ جو ان لوگوں نے پاکستان کے وزیر خارجہ کے خلاف کیا انہوں نے تو یہ کہنے میں تامل نہیں کیا کہ میں قادیانی ہو گیا ہوں اور میرے بیٹے نے ایک قادیانی لڑکی سے شادی کی ہے حالانکہ انہیں خود معلوم تھا کہ یہ باتیں قطعاً غلط ہیں۔ میں سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جس حالت میں اسلام بہتان کی اجازت نہیں دیتا ایسی بہتان آمیز تحریک اسلامی کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور پھر ان حرکات کو بھی پیش نظر رکھئے جو اس تحریک کے دوران کی گئیں۔ شہری دفاع کے مقاصد کے لئے لوگوں کو جو اسلحہ سپرد کئے گئے اور جو تربیت دی گئی وہ فوج اور پولیس کے خلاف استعمال کی گئی۔ ٹیلیفون کے تار کاٹ ڈالے گئے، سڑکیں توڑ دی گئیں مواصلات کے سلسلے میں خلل ڈالا گیا۔ ڈاکخانے جلائے گئے، موٹریں، بسیں تباہ کر دی گئیں، ریلوے ٹرینیں روکی گئیں لوکوشیڈ میں انجن بے کار کر دیئے گئے اور ریل کی پٹڑیاں اکھاڑ ڈالی گئیں"۔

(تقریر خواجہ ناظم الدین صاحب ۔ وزیر اعظم۔ اشتہار۔ ناشر محکمہ اشتہارات فلم و مطبوعات، حکومت پاکستان کراچی ۱۹۵۳ء مطبوعہ ناظر پرنٹنگ پریس کراچی)

(۵) کراچی کے ساتھ ممتاز علماء نے انہیں دنوں ایک متفقہ بیان میں تسلیم کیا کہ:

"پنجاب میں جو ہولناک حوادث رونما ہوئے ...... وہ دشمنان پاکستان کی سوچی سمجھی ہوئی ایک سازش کے نتائج تھے جس کا مدعا یہ تھا کہ تباہ کاری اور دہشت انگیزی کو اس حد تک پہنچایا جائے کہ ملک بھر میں بغاوت اور لاقانونی اور غنڈے پن کی آگ بھڑک اٹھے جس سے یہ مملکت جل کر خاک سیاہ ہو جائے"۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۷ مارچ ۱۹۵۳ء)

(۶) اخبار "سفینہ" لاہور نے لکھا۔

"احرار نے تحفظ ناموس رسول ؐ کے لئے یہ جھگڑا شروع نہیں کیا بلکہ ان کا مقصد پاکستان کو نقصان پہنچانا ہے یہ لوگ پاکستان کے دشمن ہیں اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی وحدت بھی ان کے لئے ناقابل برداشت ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر پہلے تو ان کے ملی شیرازے کو درہم برہم کریں اور اس کے ساتھ پاکستان کو بھی ختم کریں"۔

(اخبار سفینہ لاہور، ۲۷ مارچ ۱۹۵۳ء صـ ۲)

(۷) جناب حامد علی خان (الحمراء ۳، ماڈل ٹاؤن لاہور) نے ۳ مارچ ۱۹۵۳ء کے ایک مکتوب میں اس بغاوت کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا۔

"کانگرس کے احراری ایجنٹ پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے آج کل یکایک تحریک ختم نبوت کے علمبردار بن گئے ہیں۔ جب کشمیر کی گفتگو شروع ہوتی ہے یہ لوگ متحدہ ہند میں نہرو، گاندھی، پٹیل وغیرہم کے ابدی غلام بننے کی تحریک کے پشت پناہ تھے ظفر اللہ خان کی قادیانیت کے خلاف اینٹوں، ڈنڈوں اور مغلظات کا جہاد شروع کر دیتے ہیں۔ جو کام تبلیغ سے ہونا چاہئے اسے فحش گالیوں سے انجام دینے کا خیال اسلام کے ان محافظوں کا عجیب و غریب کارنامہ ہے۔ کشمیر کے بعض علاقوں میں قادیانی عقیدے کے لوگوں کی اکثریت ہے۔ احرار جو یکایک ان کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں غالباً ہندوستان کی خفیہ خدمت ہے تاکہ جب پاکستان کے مولوی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے لیں تو ہندوستان دنیا بھر کو بتا سکے کہ کشمیر کے بیشتر حصوں میں اکثریت مسلمانوں کی نہیں غیر مسلموں کی ہے جنہیں پاکستان خود غیر مسلم کہتا ہے۔ علاوہ ازیں اس تحریک کی کامیابی سے پاکستان تمام مغربی ممالک میں انتہا درجے کا تنگ نظر، متعصب ملک بھی پائے گا۔ یہ بھی بھارت کی خدمت ہے تاکہ ہندوستان سے پاکستان کی علیحدگی خود جرم عظیم ثابت کی جا سکے"۔

(ما مہ " اغ راہ" کراچی، فروری ۱۹۵۴ء
صـ ۴، مدیر صد صاحب)

(۸) مولوی محمد احسن شاہ صاحب، صدر انجمن خدام الصوفیہ راولپنڈی نے ایک ٹریکٹ میں لکھا۔

"تاریخ اسلام کے اوراق اس امر کے شاہد ہیں کہ جب بھی مسلمان سلطنتوں پر زوال آیا اور جب بھی اسلامی حکومتیں تباہی سے دوچار ہوئیں ان میں غیروں سے زیادہ اپنوں کا ہاتھ تھا۔ بغداد اور سپین کی مسلمان حکومتوں کا زوال اور سلطنت مغلیہ کی تباہی سب اپنوں ہی کی مرہون منت تھی۔ آج بھی پاکستان کی اسلامی مملکت کو اگر کسی سے خطرہ ہے تو اپنوں سے۔ غیر کے مقابلہ میں ہم آج بھی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط ہیں مگر خود اپنے ہی جب دشمنی پر اتر آئیں اور بغل میں چھری گھونپنے کی کوشش کریں تو ہر سچے مسلمان اور محب وطن پاکستانی کا مقدس فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ان وطن کے دشمنوں کے اصلی چہروں پر سے پردہ اٹھائے اور پاکستانی عوام پر صاف اور کھلے طور پر عیاں کرے کہ ان لوگوں کی اصل حقیقت کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے وطن دشمن اور گھناؤنے چہروں کو تقدس اور علمیت دینی کے نقابوں سے ڈھانپ رکھا ہے۔ اسی مقصد کے لئے ایک سچے مسلمان اور ایک وفادار پاکستانی شہری کی حیثیت سے میں اس فرض کو ادا کر رہا ہوں۔ میں نے ان تقدس مآبوں کے بھرم کھول دینے کی جرات رندانہ کی ہے جو "اسلام خطرے میں ہے" کا نعرہ لگا کر ملک کے امن و امان کو تہ و بالا کر رہے ہیں اور دانستہ طور پر بیرونی دشمنوں کے آلہ کار بن کر ان کے لئے رستہ ہموار کر رہے ہیں۔

یہ نام نہاد رہبر اور تقدس مآب جو کچھ اس سے پہلے کرتے رہے ہیں وہ سب پر ظاہر ہے۔ خراسان کے بعد عراق کا دروازہ تاتاریوں پر ان حضرات ہی نے کھولا تھا۔ آخر غرناطہ، قرطبہ، بغداد، قسطنطنیہ، اصفہان اور دلی کی اینٹ سے اینٹ بجوانے میں اپنوں ہی کا تو ہاتھ تھا۔

تقسیم ملک سے پہلے جو تقدس مآب پاکستان کی مخالفت کیا کرتے تھے وہ ایک عرصہ تک خاموش رہے

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

خطبہ جمعہ

یہ مضمون جو صفات باری تعالیٰ کا ہے اسے حقیقت کی دنیا پر اتار کر اپنے روزمرہ کے تجارب میں داخل کر کے پھر ذکر الٰہی کریں تو یہ وہ ذکر الٰہی ہے جو ہر دوسری چیز سے بالا اور افضل اور اکبر ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۹ر مئی ۱۹۹۵ء مطابق ۱۹ر ہجرت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن، برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۳﴾

اس آیت سے متعلق گزشتہ جمعہ میں میں نے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی تھی یعنی ان مضامین پر ان آیات کی برکت سے روشنی ڈالی تھی جو عموماً نظر سے اوجھل رہتے ہیں، اور اس آیت کریمہ نے گویا انہیں غیب سے شاہد میں منتقل کرنے میں مدد دی۔ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے کچھ اور اہم امور آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ جو آواز بیٹھی ہوئی ہے اس سلسلے میں معذرت خواہ ہوں۔ یہ جو رات گزری ہے اس سے پہلی رات کچھ بے احتیاطی، شاید کوئی کھٹا پھل چکھا گیا ہے اور بعض ایسے ہیں کھٹے پھل جن سے میرا گلا بہت جلد متاثر ہوتا ہے۔ اس وقت تو پتہ نہیں چلا لیکن صبح نماز پہ آیا ہوں تو آواز ہی نہیں نکل رہی تھی، بالکل گلا بیٹھا ہوا تھا تو مجھے فکر تھی جمعہ کی اور اس سے پہلے میرے پروگرام تھے ٹیلی ویژن کے اوپر بھی عربوں کے ساتھ مجالس، دوسری مجالس۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ذرا بیٹھی ہوئی آواز میں لیکن مطالب کی ادائیگی میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ میں یہ بیان اس لئے خصوصیت سے کر رہا ہوں کہ آواز پر اثر تو ہے مگر طبیعت پر کوئی بد اثر نہیں ہے، نہ جسم میں کوئی دکھن ہے، نہ بخار ہے، نہ کمزوری ہے اور گلا بھی اور چھاتی بھی سکون میں ہیں اس لئے بعض دوست جو خطبہ سن کے سوچ رہے ہونگے کہ فوری طور پر فیکس دیں، طبیعت پوچھیں ان کو اس تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے میں مطمئن ہوں اور اگر انہوں نے فیکسیں دیں تو پھر تکلیف ہوگی اس لئے یہ تکلیف نہ فرمائیں۔ اب جہاں تک اس مضمون کا تعلق ہے یہ بھی آپ کے لئے غیب کی بات تھی جسے حاضر کرنا تھا۔

اب میں خدا تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے سے متعلق بعض اور امور آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے گزشتہ خطبے میں بیان کیا تھا کہ جو کچھ پردہ غیب میں ہے وہ بہت زیادہ ہے کہ اس کی جو حاضر میں ہمیں دکھائی دیتا ہے اس سے کوئی نسبت نہیں۔ اور پردہ غیب میں صفات باری تعالیٰ بھی ہیں اور وہ صفات باری تعالیٰ رفتہ رفتہ منظر عام پر ابھرتی ہیں لیکن حسب ضرورت۔ دو طرح سے ان میں ایک ارتقائی سفر دکھائی دیتا ہے۔ ایک وہ صفات جو آدم کے لئے ضروری تھیں آدم کے سامنے بیان کی گئیں۔ جن کو موسیٰ کے وقت کی حاجت تھی وہ اس کے سامنے کھولی گئیں۔ اور وہ صفات جن کا بنی نوع انسان سے اجتماعی طور پر تعلق تھا اور انسان کی ضرورت کی آخری حدوں تک تعلق رکھتی تھیں وہ تمام صفات حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ظاہر فرما دی گئیں۔ اور یوں گویا وہ خدا جو غیب میں تھا منظر عام پر ابھر آیا اور شاہد میں آ گیا۔ لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی کچھ اور صفات نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے زاویہ نگاہ سے ہم پر ظاہر ہوتا ہے۔ اگر آدم یہ سمجھتا کہ خدا کی یہی صفات ہیں تو فرشتے اس سے پہلے بھی یہی حق رکھتے تھے کہ اپنے تعلق میں خدا کی صفات کو جو سمجھ بیٹھے تھے انہی پر اکتفا کر جاتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے جو سلوک فرمایا ارتقاء نبوت کے ساتھ آدم کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا اور جو صفات اس پر ظاہر کی گئیں ان سے بہت زیادہ بعد کے انبیاء کو ملنی شروع ہوئیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر یہ سلسلہ اپنے نقطہ عروج کو پہنچا۔ لیکن اس کے باوجود یہ صفات پھر نظر سے غائب ہیں۔ یعنی ابھری ہیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اور آپ کی ذات کے ساتھ ان کا ایک نہ ٹوٹنے والا دائمی رشتہ بن گیا اور ہمیشہ غیب کا خدا آپ کے لئے حاضر کا خدا بنا رہا اور ہمیشہ غیب کا خدا آپ کے لئے شاہد اور شہید بنا رہا۔ پس جس پر خدا سب سے زیادہ جلوہ شہادت ظاہر فرمائے یعنی اپنے غیب کو شہادہ میں نکال کر اس سے تعلق باندھے وہ سب سے بڑا شہید کہلانے کا مستحق ہے۔ پس یہ فرق ہمیں اس بات سے بھی سمجھ میں آ جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام گزشتہ انبیاء پر شہید فرمایا گیا۔ اس لئے یہ جو مضمون ہے یہ بہت گہرا اور اندر اندر بڑے گہرے اور لمبے وسیع رابطے رکھنے والا مضمون ہے۔

آدم سے لے کر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک خدا کا غیب سے شاہد میں نکلتے چلے آنا جاری رہا اور وہ مضامین بیان فرمائے دئے گئے آپ پر کھول دئے گئے کس طرح خدا ظاہر ہوگا یا ہوتا ہے لیکن یہ سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اگر یہ سلسلہ بند ہو تو ویسی ہی بات بن جائے گی جیسے ختم نبوت کا غلط معنی سمجھا جاتا ہے اللہ بھی ختم اور نبوت بھی ختم۔ جو مضامین روشن ہو جائیں ان کے معانی جاری رہتے ہیں۔ جو ایک سمت میں حرکت ہے وہ نہیں رکتی۔ اس تعلق میں یہ بات خاص طور پر دھیان میں لانے کی ضرورت ہے کہ اللہ نے قرآن کریم میں جو اپنی صفات بیان فرمائیں ان میں ایک یہ بھی تھا کہ ہم وقت کے اوپر خزانے اتارتے ہیں جب ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ تعارف تو مکمل ہوا لیکن یہ کہنا کہ خدا نے وہ خزانے ہمیشہ کے لئے اتار دئے اور مزید خزانے باقی نہیں رہے یہ غلط ہے۔ اور یہ وہ مضمون ہے جس کا وقت کے ساتھ تعلق ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔

خدا تعالیٰ وقت کا خالق ہے وقت کا پابند نہیں ہے۔ وقت خدا کو اپنا محکوم نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ خدا خالق ہے اور وہ مخلوق ہے۔ اس لئے جہاں تک زمانے کے جاری رہنے کا تعلق ہے یہ خدا تعالیٰ کی صفات کی جلوہ گری ہے نہ کہ ان صفات میں تبدیلی کا مظہر۔ اس کی جلوہ گری کے نتیجے میں زمانہ تبدیل ہوتا ہے اور زمانے میں تبدیلی ہمیں وقت کا احساس دلاتی ہے اور زمانے کی تبدیلی کے حوالے سے ہم کہتے ہیں خدا اب یوں جلوہ گر ہوا اور پہلے یوں جلوہ گر ہوا تھا اور آئندہ یوں جلوہ گر ہوگا مگر عالم موجودات میں سب کچھ خدا کی نظر میں موجود ہے اور اس کی ذات پر زمانے کی تبدیلی نہیں ہو رہی۔ پس حوالہ جب آدم کا دیا جاتا ہے یا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دیا جاتا ہے یا آئندہ زمانوں کا تو دراصل خدا وقت کا پابند نہیں بلکہ ایک عالم بسیط میں وہ پھیلا ہوا عالم ہے جو وقت سے بالا ہے اس میں اپنی جلوہ گری دکھاتا ہے اور جب دیکھنے والے ایک زاویے سے دیکھتے ہیں تو دوسرے زاویے سے دیکھنے والوں سے اپنے آپ کو بہتر حالت میں پاتے ہیں مگر چیز نہیں بدلتی۔ منظر وہی ہے، صفات باری تعالیٰ اسی طرح ہیں۔

یہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہے جو ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ اب صفات کا سفر ختم ہو چکا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ صفات کا سفر شروع ہو چکا ہے۔ وہ صفات باری تعالیٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ظاہر فرمائی گئیں وہ نئی نئی کھڑکیاں ہیں جو کھولی گئی ہیں یا نئے دروازے ہیں جو کھول دئے گئے ہیں۔ ان سے پرے جو مناظر دکھائی دیتے ہیں وہ لامتناہی ہیں اور کسی وقت بھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان میں سفر جاری رہنا چاہئے۔ ان کھڑکیوں میں سے یہ جو کھولی گئی کہ زمین اپنے خزانے اگلے گی اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ یہ جو عالم الغیب نے بات بیان فرمائی اس کے شواہد ہم کتنے دیکھ چکے ہیں اور دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے چلے جائیں گے اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ خدا کے نزدیک اس کائنات کی اجل مسمّٰی آ جائے، یہ جاری و ساری سلسلہ ہے۔

پس وقت کے حوالے سے ماضی کا خدا اور حال کا خدا اور مستقبل کا خدا وہی رہتا ہے جو تھا، جو ہے، جو ہوگا لیکن دیکھنے والوں کے نزدیک اس کی ذات میں بظاہر وسعت ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ تو اس پہلو سے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے "وانا لموسعون" ہم وسیع نہیں ہو رہے "انا لموسعون" ہم وسعتیں عطا کر رہے ہیں اور جن کو وسعتیں عطا ہوتی ہیں ان کو یوں لگتا ہے جیسے اللہ وسیع ہو رہا ہے۔ یہ ایک نسبتی چیز ہے اور اس کے نتیجے میں یہی محسوس ہوتا ہے۔ اب ہم اپنے علم میں بڑھ رہے ہیں خدا تعالیٰ کے تعلق میں اور خدا کی کائنات کے تعلق میں، خدا تعالیٰ تو نہیں بڑھ رہا۔ خدا تعالیٰ تو ابھی بھی اکثر غائب میں ہے، اس کی چھوٹی سی جلوہ گری ہمارے سامنے آئی ہے لیکن ہم ماضی کے انسان کے حوالے سے بڑھ رہے ہیں خدا کے حوالے سے نہیں بڑھ رہے اور خدا کسی حوالے سے بھی نہیں بڑھ رہا، وہ ہمیشہ سے جیسا تھا ویسا ہے، ویسا رہے گا۔

پس اس تعلق میں جو تحقیق کا سفر ہے جو پردہ غیب سے پردہ شہود میں ابھرنے کا سفر ہے وہ ہمیشہ جاری رہنا چاہئے اور اس یقین کے ساتھ جاری رہنا چاہئے کہ کبھی ختم ہو نہیں سکتا۔ جہاں خاتمیت کا غلط معنی دماغ میں آیا وہیں فیض کے دریا بند ہو گئے۔ خاتمیت کا حقیقی معنی فیض کا لامتناہی طور پر جاری رہنا ہے اور خاتمیت کا حقیقی معنی یہ ہے کہ اس چوکھٹ سے پرے کسی اور فیض کی ضرورت نہیں۔ اور یہی مضمون خدا تعالیٰ کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے سمجھ آتا ہے۔ خاتم وہ ذات ہے

جس پر خدا نے اپنی ان صفات کو ختم فرما دیا جو پہلے کسی نبی پر ختم نہیں کی گئی تھیں لیکن نہ صفات باری تعالیٰ ختم ہوئیں نہ ان کا فیض ختم ہوا۔ اسی طرح محمدؐ رسول اللہ نے جو خدا سے سیکھا اس کا فیض ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہے۔ یہ حقیقی معنی ہے اس کے علاوہ جس نے جو کہنا ہے کہے، جو سوچیں سوچے سب جہالت کی باتیں ہیں۔ عرفان کی بات وہی ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی صفات لامتناہی اور انسان کے تعلق میں اس کی آخری حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر روشن فرما دی گئی۔ اور پھر آخری حد کے باوجود وہ سفر جاری و ساری ہے۔ اس کے باوجود خدا غیب میں چلا گیا ہے اور وقتاً فوقتاً غیب میں جاتا رہتا ہے۔ اور زمانہ اس نسبت سے کبھی خدا کو تھوڑا سا شاہد دیکھتا ہے کبھی پھر غائب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہ وہ صفت ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ صفات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جلوہ گر ہوئی تھیں اس پہلو سے بھی ابھی ان میں سفر باقی ہے اور بہت بڑا سفر باقی ہے کہ ان کی اکثریت کی کنہہ کو انسان نہیں سمجھ سکا اور اکثریت نے خدا کی ذات میں سفر نہیں شروع کیا۔ اب غیب ایک مضمون ہے جو خدا تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔ لیکن شہادہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں حدیث میں شہید کو خدا تعالیٰ کے ناموں میں داخل فرما لیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو غائب کہیں نہیں کہا لیکن شہید فرمایا ہے۔

> **خاتم وہ ذات ہے جس پر خدا نے اپنی ان صفات کو ختم فرما دیا جو پہلے کسی نبی پر ختم نہیں کی گئی تھیں لیکن نہ صفات باری تعالیٰ ختم ہوئیں نہ ان کا فیض ختم ہوا۔ اسی طرح محمدؐ رسول اللہ نے جو خدا سے سیکھا اس کا فیض ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہے**

اس پر جب میں نے غور کیا کہ کیوں بظاہر ایک ہی آیت کے دو جز ہیں ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا گیا ہے اور ایک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسماء الٰہی میں داخل فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں تک خدا کی غیبوبیت کا تعلق ہے بحیثیت غیب کے اس کو نظر پہنچ ہی نہیں سکتی۔ جب تک وہ شہادت میں نہ آئے ہم اسے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے "لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" کہ بصائر اس تک نہیں پہنچ سکتیں ہاں وہ خود منصہ شہود پر ابھر کر بصائر تک پہنچتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر چونکہ خدا سب سے زیادہ روشن ہوا تھا اس لئے آپ نے اس باریک فرق کو پیش نظر رکھا ہے۔ ورنہ ایک عام انسان جو اپنے نفس سے تفسیر کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ عالم الغیب بھی ہے عالم الشہادہ بھی ہے۔ اگر وہ شہید ہے تو پھر غائب بھی ہے لیکن جہاں تک مخلوقات کا تعلق ہے وہ غائب نہیں ہے۔ یہ مضمون ہے۔ کیونکہ اگر وہ غائب ہو جائے تو پھر مخلوق سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اس لئے وہ شہید ہے۔ اور جن معنوں میں وہ غائب ہے ان معنوں میں ہم اس کو پہنچ ہی نہیں سکتے جب تک وہ شہید نہ بن جائے، جب تک وہ شاہد ہو کر نہ ابھرے۔ پس اس لحاظ سے خدا تعالیٰ کی شہادت کا جلوہ ہی ہے جس کا بنی نوع انسان کے مصالح سے تعلق ہے اور جس تک بنی نوع انسان کی کچھ پہنچ ہے۔ آگے کی سب باتیں وہ ہیں جن کو جب خدا جس مخلوق پر چاہے گا اسے ظاہر فرمائے گا۔ لیکن جو ظاہر فرما چکا ہے اس سے بھی ہم آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ یہ وہ مشکل بات ہے جس کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ جب خدا پردہ غیب میں جاتا ہے تو پردہ غیب میں رہتے ہوئے آپ سے صرف نظر نہیں فرماتا۔ لیکن آپ جب پردہ غیب میں جاتے ہیں تو خدا سے صرف نظر کر جاتے ہیں۔ یہ فرق ہے بندے کے غیب میں جانے اور خدا کے غیب میں جانے کا۔

اللہ تعالیٰ غیب سے آپ کی حفاظت فرما رہا ہے۔ غیب سے آپ پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو دکھائی نہیں دے رہا اور پھر بھی وہ آپ کے قریب قریب ہے، کبھی بھی آپ سے دور نہیں ہٹا۔ لیکن آپ جب خدا کے مقابل پر غیب میں چلے جاتے ہیں تو خدا سے دور ہٹ جاتے ہیں۔ اور یہی وہ بات ہے جو گناہ پر انسان کو آمادہ کرتی ہے۔ اس پہلو سے اس غیب اور شہادہ کے مضمون کو انسانی اور خدائی تعلق میں خوب اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کے تعلق میں یاد رکھیں کہ اس کا غیب میں جانا ایک پہلو سے عظیم رحمت ہے کیونکہ ایک ایسی ذات جو اپنے رعب میں درجہ کمال کے تصور سے بھی زیادہ بلند تر نظر آئے۔ ہمارا جو درجہ کمال کا تصور ہے وہ ناقص ہے اس لئے میں نے کہا کہ درجہ کمال کے تصور سے بھی بلند تر دکھائی دے رہی ہو۔ ایسی ذات اگر ہر وقت شاہد رہے ان معنوں میں کہ ہم بھی اس کو محسوس کر رہے ہوں کہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے تو اسی صورت میں صرف وہ نعمت بن سکتی ہے اگر ہم بعینہ اس سے ہم مزاج ہو چکے ہوں۔ اگر ہم مزاج نہ ہوں تو بہت بڑی سزا ہے اور ہر وقت کی ایک مصیبت ہے۔ ایک آدمی جس کا دل شرارت کی طرف مائل ہے اگر ہر وقت استاد ڈنڈا لے کے اس کے سامنے کھڑا ہے ایسے طالب علم کے سامنے تو اس کے لئے تو وہ جہنم بن جائے گی۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا بندے سے غائب ہو جانا اس پر بہت بڑا احسان ہے لیکن ایسا غائب نہیں ہوتا کہ اس کے حالات سے غافل ہو جائے۔ اس پر نظر جو رکھتا ہے اور اس کی غیبوبیت ہی ہے جو دراصل اپنی جلوہ گری میں ہمیں اختیار بخشتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر" تو یہ اس کی غیبوبیت کی وجہ سے ہے۔ اگر حاضر ہو تو "من شاء" کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ پھر ایک تقدیر مبرم ہے جو ہمیشہ جاری و ساری رہے مجال نہیں انسان کی کہ اپنی چاہت سے کچھ کر سکے۔

پس وہ وجود، وہ کامل وجود یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب خدا کے سامنے شہادہ میں آگئے تو پھر ہمیشہ رہے۔ یہ آپ کی جنت تھی اس لئے کہ آپ خدا کی صفات سے ہم آہنگ ہو چکے تھے۔ اب اگر کسی کی صفات سے انسان ہم آہنگ ہو جائے تو اس کی غیبوبیت لعنت بن جاتی ہے اور اس کا حاضر ہونا نعمت ہو جاتا ہے۔ اس پہلو سے آپ دیکھیں کہ ضروری نہیں کہ وہ عشق ہو جس کو شعراء عشق کہتے ہیں ہم مزاج لوگوں سے ایک طبعی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک ایسا عشق ہے جس کی معین تعریف کرنا مشکل کام ہے۔ لیکن یہ جذبہ بڑھ کر ایک غیر معمولی شدت کے جذب کے جذبے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جذب یعنی کھینچنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور ایسے آدمی کے ساتھ آپ رہیں جس کے ساتھ ہم آہنگی ہو تو طبیعت کو سکون ملتا ہے اور ہم آہنگی نہ ہو تو طبیعت میں انتشار پیدا ہوتا ہے اور بعض دفعہ لوگ کہہ دیتے ہیں جی ہمیں تو اس سے الرجی ہو گئی ہے۔ وہ سامنے آئے تو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس میں خونی رشتے کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے نہ خونی رشتے کی محبت کا اس سے تعلق ہے نہ شاعرانہ عشق سے اس کا تعلق ہے۔ یہ ایک گہرا فطرت کا معاملہ ہے اور اس فطری تعلق میں خدا تعالیٰ کے غیب اور حاضر ہونے کے مضمون کو آپ سمجھیں تو پتہ چلے گا کہ بھاری اکثریت انسان کی ایسی ہے کہ اگر ان کے لئے خدا ہمیشہ شاہد رہتا تو ان کا اختیار بھی ہاتھ سے نکل جاتا۔ کیوں کہ ان کے اختیارات میں بھاری امکانات اس بات کے تھے کہ وہ ذرا اپنی خواہش کے نرمی کے اختیار کو استعمال کریں۔ پھر وہ بے اختیار ہو گئے۔ جب ہر وقت ایک کامل وجود ایک بارعب وجود سر پہ کھڑا ہو، اختیار کہاں رہا۔ تو یہ اندھیرے ہیں غیب کے جن میں ہم ڈوبتے ہیں اور خدا غائب ہو جاتا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں غائب ہو گیا اور ہے موجود۔ کیوں کہ خدا ہر غیب کا واقف ہے اس لئے ایسا ہی ہے جیسے بلی کے ڈر سے کبوتر آنکھیں بند کر لے۔ وہ غائب ہو جاتا ہے لیکن بلی کی نظر میں رہتا ہے۔ انسان جب گناہوں پر آگے بڑھتا ہے تو یہ غیبوبیت تاریکی اختیار کر جاتی ہے۔ شروع میں یہ غیب ہے یعنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں آنکھیں کھولے تو دیکھ بھی سکتا ہے، روشنی نہیں ہٹتی لیکن جب انحراف کرتے ہوئے، پیچھے ہٹتے ہوئے وہ اندھیری کھوہوں میں ڈوب جاتا ہے، ایسے کونوں میں غائب ہو جاتا ہے جہاں روشنی پہنچتی نہیں پھر اس پر اندھیرے مسلط ہو جاتے ہیں۔ پھر خدا اس سے ایسا غائب ہو جاتا ہے کہ خدا سے تعلق کے اس کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ خدا پھر بھی اسے دیکھ رہا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ پہلے یہ بیان فرماتا ہے کہ یہ احساس تمہیں ہونا چاہئے کہ وہ تمہارے لئے غیب تو ہے لیکن موجود بھی ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ احساس ہے جو گناہ سے نجات بخش سکتا ہے۔ اس احساس کے بغیر گناہ سے نجات کا تصور محض ایک بچگانہ کہانی ہے۔ یعنی مسیح ہماری خاطر قربان ہو گئے اور گناہ بخشے گئے، نہایت ہی جاہلانہ کہانی ہے۔ قرآن کا مضمون جو حقیقت میں ایک عارفانہ مضمون ہے جس کا انسانی فطرت سے اور خدا کی صفات سے گہرا تعلق ہے۔ پس اس پہلو سے یاد رکھیں کہ گناہ سے بچنے کا جو اصول قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ ہے "یخشون ربھم بالغیب" باوجود اس کے کہ اللہ نے ان کی سہولت کی خاطر اپنے جلووں کو مدہم کر دیا ہے اور وہ ایک قسم کے سائے میں بھی زندگی بسر کرتے ہیں لیکن یہ سائے ان کے اندھیروں میں نہیں بدلے۔ کیونکہ سائے اگر اندھیروں میں بدل جائیں تو پھر ٹھوکر ہی ٹھوکر ہے پھر قدم قدم پر لغزش ہے پھر ہلاکت کے گڑھے میں بھی انسان گر سکتا ہے۔ لیکن سائے اگر سائے رہیں وہ طمانیت تو عطا کرتے ہیں، آنکھوں کا نور نہیں لے جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ سائے میں رہتے ہیں غیب کے لیکن "یخشون ربھم" اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ وہ ہمیں دکھائی نہیں دے رہا مگر ہے کہیں۔

اور امر واقعہ یہ ہے کہ غیب ہوتے ہوئے دیکھنا یہ اس لئے بھی بڑا ضروری ہے کہ کسی چیز کا اندرونہ ظاہر ہو جائے۔ آپ لوگوں میں بعض نے شاید وہ نیچر کی فلمیں دیکھی ہوں۔ نیچر کی فلموں میں جو لوگ ماہرین ہیں سب سے اچھی فلم بنانے والے وہ ہیں جو اس طرح فلم بناتے ہیں کہ جانور کو یہ نہ پتہ ہو کہ ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے۔ جب جانور کو یہ یقین ہو جائے کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا پھر اندر سے اس کی ساری صفات کھل کے باہر نکل آتی ہیں اور جب تک صفات باہر نہ نکل آئیں اس کے خلاف شہادہ نہیں ہو سکتی۔ پس باوجود اس کے کہ اللہ غیب کا علم رکھنے والا ہے، بندے کے اندرونے کے خلاف اس کے اندرونے کی شہادت نہیں دے گا۔ اس لئے فرمایا تمہاری جلدیں بولیں گی۔ یعنی تمہارے گناہوں کو کھل کر باہر آنے کا موقع ملے گا اور وہ تمہارے دکھائی دینے والے اعضاء میں ظاہر ہو جائیں گے۔ یہ تبھی ممکن ہے اگر انسان خدا کو غیب سمجھ رہا ہو اور وہ موجود ہو۔ تو پھر جو غیب ہے اور موجود ہے وہ سب سے زیادہ رازوں کا

محمد صادق جیولرز
MOHAMMAD SADIQ JUWELIER
Gorß-und Einzelhandel Godl und siber-Scmuck. An-und Verkauf
Near Karstadt Hinter der Markthalle 2
Anfahrt über Rosenstraße 20095 Hamburg
Telefon und Fax 0 40-30 399820 (Frankfurt Office. 069 685893)

واقف بن جاتا ہے اور اگر خطرہ بھی ہو کہ شاید کوئی دیکھنے والی آنکھ ہو تو انسان محتاط ہو جاتا ہے، جانور محتاط ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ جتنا یہ جاسوسی کا نظام ہے اس میں آلے ایسی جگہوں پر نصب کئے جاتے ہیں اور اس طریق پر نصب کئے جاتے ہیں کہ جس کی جاسوسی کی جارہی ہے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا کہ میں دیکھا جارہا ہوں اور میری تصویریں اتاری جارہی ہیں اور یہ نظام ہے جو اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارا کردیا کسی کونے میں، کسی اندھیرے میں ڈوب جاؤ، ہر جگہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تمہارا ریکارڈ مکمل کیا جارہا ہے اور ایسے فرشتے مقرر ہیں جو ان چیزوں کو ایک کتاب میں ڈھالتے چلے جارہے ہیں۔ یہ وہ Ultimate کمپیوٹر کا تصور ہے جس سے آگے کسی کمپیوٹر کا تصور ہو نہیں سکتا۔ کمپیوٹر میں دو خوبیاں ہونی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ وہ متعلقہ مضمون کے ہر پہلو کو ہر لحاظ سے Cover کرے، اس کو ڈھانپ لے، اس کا دائرہ لے لے۔ اور دوسری اس میں خوبی یہ ہونی چاہئے کہ وہ بہت تیزی کے ساتھ، بوقت ضرورت مطلوبہ اعداد و شمار کو سامنے لے آئے۔ اب یہ دو باتیں ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔

> **خدا تعالیٰ کی شہادت کا جلوہ ہی ہے جس کا بنی نوع انسان کے مصالح سے تعلق ہے اور جس تک بنی نوع انسان کی کچھ پہنچ ہے۔ آگے کی سب وہ باتیں ہیں جن کو جب خدا جس مخلوق پر چاہے گا اسے ظاہر فرمائے گا**

ابھی چند دن ہوئے ہمارے ریسرچ گروپ کی ایک خاتون نے مجھ سے سوال کیا کہ وہ جو آپ نے ہمارے سامنے بعض باتیں بیان کی ہیں اور کتاب ایک تھی جو ان کی نظر سے بھی گزری تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ ہر زمانے کی ایجادات کا قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ حیرت میں انسان ڈوب جاتا ہے۔ کوئی ایجاد سوچی نہیں جاسکتی جس کی بنیاد قرآن کریم میں دکھائی نہ دے، کیا کمپیوٹر کا بھی ذکر ہے۔ تو میں نے کہا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ نہ ہو لیکن اس کا جواب میں بعد میں دوں گا تو اب وہ اگر سن رہی ہوں یہ خطبہ تو میں ان کو بتا رہا ہوں کہ کمپیوٹر میں دو صفات ہونی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ متعلقہ مضمون کی تمام تر معلومات اس میں مہیا ہوں اور ایسے طریق پر مہیا ہوں کہ بلا تاخیر فوراً وہ نظر کے سامنے آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کمپیوٹر کا ذکر قرآن کریم میں یوں فرمایا ہے۔ ایک موقع پر فرماتا ہے۔ "وما لہذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا" یہ عجیب کتاب ہے کتاب سے مراد کمپیوٹر ہے یہاں یعنی الٰہی کمپیوٹر جو ظاہری طور پر نہ وہ کتاب ہے نہ وہ مادی چیز ہے۔ پہلے زمانوں میں جس کو ہم رجسٹر کہا کرتے تھے آج کل کی اصطلاح میں اسے کمپیوٹر کہہ دیتے ہیں۔ فرمایا "مالہذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا" یہ عجیب قسم کی چیز خدا نے ایجاد کرلی ہے کہ نہ ادنیٰ چھوڑتی ہے، نہ بڑا چھوڑتی ہے، ہر چیز کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ایک ذرہ بھی اس کے احاطہ تقدیر سے باہر نہیں۔ اور جہاں تک اس کی سرعت کا تعلق فرماتا ہے "واللہ سریع الحساب" کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر حساب میں سریع ہے ہی کوئی نہیں۔ اب قرآن کریم میں سریع الحساب کا مضمون ملتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ دوسری کتابوں میں نہیں ملتا۔ بہت سے ایسے پہلو ہیں قرآن کریم کے جن کا حسن موازنے کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے ورنہ پتہ ہی نہیں چلتا۔ نہ بائبل میں نہ کسی اور کتاب میں خدا کے حساب دان ہونے کا اور سب سے تیز تر حساب دان ہونے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ تو سریع الحساب اس کمپیوٹر کی صفت ہے جو خدا کی تقدیر نے بنا رکھا ہے اور کمپیوٹر کو پڑھنے والا ایک چاہئے۔ کمپیوٹر میں اگر اس تیز رفتاری کے ساتھ اعداد و شمار مہیا کرنے کی صلاحیت موجود ہو جس تیز رفتاری سے پڑھنے والا چاہتا ہے تو پھر وہ صحیح اور مقتضائے حال کے مطابق ہے یعنی اس کے بغیر وہ ناقص ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سریع الحساب کے ساتھ کس کتاب کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ کسی چیز کو چھوڑتی نہیں ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو جب کسی عدد کی ضرورت ہو بندے کو دکھانے کے لئے یا کسی اور کو بتانے کے لئے کہ دیکھ لو یہی باتیں ایسی ہوئی تھیں۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ اس کتاب سے جس میں سب کچھ ہے بلا تاخیر سب کچھ نکال لیتا ہے۔ اور قیامت کے دن جب کوئی بندہ کہے گا جی میں نے تو نہیں ایسا کیا۔ اللہ کہے گا یہ دیکھ لو کوئی تاخیر ہی نہیں اس میں۔ پس عالم الشہادہ کا بھی ایک معنی اس سے ہماری سمجھ میں آگیا۔

شہادہ کا ایک مطلب ہے گواہی دینا۔ تو گواہی کی کائنات کا بھی وہی مالک اور عالم ہے اور گواہی دینا بھی اسی کو آتا ہے اور گواہی مہیا کرنا بھی اسی کو آتا ہے۔ پس یہ وہ خدا ہے جس کا تصور اگر واضح ہوتا چلا جائے انسان پر اور قرآن کے حوالے کے بغیر یہ تصور از خود واضح ہو ہی نہیں سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات پر غور کئے بغیر اس تصور تک رسائی ناممکن ہے۔ مگر اگر یہ ہو تو پھر ان میں ڈوبنے کے بعد یہ مضامین ابھرتے ہیں اور پھر انسان کو سمجھ آتی ہے کہ گناہ سے بچنے کا اصل طریق کیا ہے۔ یہ احساس زندہ رہے اور یہ احساس انسان سے غائب نہ ہو کہ خدا غائب ہوتے ہوئے ہمیں وہاں سے دیکھ رہا ہے جہاں سے ہم اسے نہیں دیکھ رہے یہ وہ لوگ ہیں جو شیطان سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور جب وہ خدا سے غائب ہوتے ہیں تو ان کا پھر کیا تناظر ہے وہ کس شکل میں ابھرتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی قرآن کریم ذکر فرماتا ہے۔ کہتا ہے شیطان ان کو وہاں سے دیکھ رہا ہے جہاں سے وہ شیطان کو نہیں دیکھ رہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں۔ خدا کے تعلق میں یہ مضمون بنے گا کہ خدا کی خیر سے محروم رہ گئے۔ کیوں کہ خدا کا دیکھنا اور اس کا قریب ہونا خدا کی خیر کو قریب تر کرنے کے مترادف تھا۔ جو اس سے غائب ہو گیا وہ خیر سے، ہر اچھی چیز سے غائب ہو گیا۔ اور شیطان اس کو دیکھ رہا ہے، وہ نہیں دیکھ رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر پہلو سے وہ شر کے قریب آگیا ہے کیونکہ شیطان کا دیکھنا شر کی نیت سے ہے۔ اور اس کا شیطان کو نہ دیکھنا بے دفاع ہونے کے معنے رکھتا ہے۔ ایک حملہ اگر آپ کو دیکھ رہا ہے اور آپ نہیں دیکھ رہے تو پھر تو آپ ہر وقت خطرے کی حالت میں ہیں۔ تو یہ ہے قرآن کریم کا نظام جو خدا تعالیٰ کی صفات کو کس طرح ادل بدل کر مختلف پہلوؤں سے پھیر پھیر کر بیان کرتا ہے اور انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ چھوٹی سی کتاب دکھائی دیتی ہے مگر ہر چیز کے ہر پہلو کو بیان فرما رہی ہے۔

تو عالم الغیب خدا سے یہ تعلق باندھیں کہ اس کا غیب ہونا آپ کے لئے رحمت کا سایہ تو بنا رہے لیکن تاریکیاں پیدا نہ کرے۔ اور تاریکیاں تب پیدا ہونگی اگر آپ اس سے دور ہٹ کر خود غیبوبیت اختیار کریں۔ اور اگر آپ خدا سے غائب ہونا چاہیں گے تو خدا کی پکڑ کی نظر سے اور پکڑ کی دسترس سے تو آپ غائب نہیں ہو سکتے مگر شیطان کی پکڑ کی دسترس میں داخل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کا نام ظلمات پر ظلمات ہے۔ آپ اندھیروں پر اندھیروں میں ڈوب جاتے ہیں۔ پس یہ کوشش کرنا کہ ہم خدا تعالیٰ کی نظر کے احساس میں رہیں اور "یخشون ربھم بالغیب" کے تحت آئیں یہ اس زمانے کے سارے مسائل کا علاج ہے۔ کیوں کہ انسان جو دن بدن گناہوں میں ڈوب رہا ہے وہ خدا سے غائب ہونے کے نتیجے میں ڈوب رہا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا کہ عالم الغیب ہے وہ جہاں مرضی غائب ہو جائے پھر بھی ہمیشہ خدا کی نظر میں رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون پر بعض اور آیات کے تعلق میں ایک مسلسل روشنی ڈال رہے ہیں۔ اسی میں سے میں نے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا تھا اور پھر ان امور کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔ اب یہ سفر کرنے کے بعد میں واپس اس حصے کی طرف آتا ہوں۔ فرمایا:

"وہ عالم الشہادہ ہے یعنی کوئی چیز اس کی نظر سے پردے میں نہیں ہے۔ یہ جائز نہیں کہ وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو"۔

"یہ جائز نہیں کہ وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو" یہ کیا معنی ہیں۔ "جائز نہیں" صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کسی بھلائی میں کمی آجاتی ہے اور خدا کے درجہ کمال پر حرف آتا ہے اور کوئی شر کا پہلو ظاہر ہوتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہر علم پر ہمیشہ حاضر کی طرح مسلط رہنا اس علم کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ خیر ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اس علم میں کوئی رخنہ نہیں آئے گا۔ اگر یہ نہ ہو تو کائنات کا نظام از خود جاری رہ ہی نہیں سکتا۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے کہ اتنا بڑا نظام ایک خود طبعی حرکت کی صورت میں رواں دواں ہے اور کوئی تصادم نہیں ہے۔ اور اگر سفر کو ہم دیکھتے ہیں تو Chaos سے تنظیم کی طرف جاری ہے۔

اور جس کو ہم Chaos سمجھتے ہیں وہ بھی ہمیں دکھائی دیتا ہے لاعلمی کے نتیجے میں Chaos مگر Chaos کہیں نہیں ہے۔ Chaos کہتے ہیں فساد کو، کسی چیز کے درہم برہم ہونے کو، کسی چیز کے غیر منضبط ہونے کو، کوئی قانون نہ چل رہا ہو، اندھیر نگری ہو، اندھیر نگری اور چوپٹ راجہ والا مضمون اس کو Chaos کہا جاتا ہے۔ سائنس دان بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں اس وجہ سے کہ وہ جانتے ہیں کہ Chaos کا تنظیم میں بدلنا کسی بیرونی طاقت کو چاہتا ہے اور ایک منظم کو چاہتا ہے ورنہ تنظیم از خود Chaos سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اب اس ضمن میں بہت بڑے بڑے کمپیوٹرز کے ذریعے وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ Chaos سے اتفاقاً نظم و ضبط بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ مضامین آپ پڑھیں تو پتہ لگتا ہے کہ کیسی بچکانہ حرکت ہے، خدا سے دور ہٹنے کی۔ اس سے انکار کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں لیکن کوئی پیش نہیں جارہی۔ کیونکہ اب سائنس ان مضامین میں داخل ہو چکی ہے جہاں خدا دکھائی دینا چاہئے اور یہ

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

بھی ایک غیب کے سفر کا لطف ہے۔

جب آپ غیب سے حاضر کی طرف سفر کرتے ہیں خواہ سفر کسی سمت میں بھی ہو، خواہ وہ مادی دنیا کی تحقیق کا ہی سفر ہو۔ ہر ایسا سفر جہاں آپ غیب سے حاضر کی تلاش میں آگے بڑھتے ہیں وہ آپ کو خدا کے قریب لے جاتا ہے اور یہی مضمون ہے جو قرآن کریم ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے "اینما تولوا فثم وجہ اللہ" لوگ سمجھتے ہیں یہاں صرف مشرق و مغرب مراد ہیں، ہرگز نہیں۔ کہ تمام کائنات میں ہر جہت سے جس قسم کا بھی آپ سفر اختیار کریں آگے خدا کو پائیں گے۔ یہ سفر نیکی کا ہی ہونا ضروری نہیں بدی کے سفر میں بھی آگے خدا کو پائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مثال بیان فرماتا ہے ان لوگوں کی جو مادہ پرست ہیں اور دنیا کی لذات کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کرتے چلے جائیں پیروی ان کی آگ بھڑکتی چلی جائے گی جیسے سمندر کا پانی پیاس نہیں بجھا سکتا ان کی پیاس بجھے گی نہیں بھڑکتی چلی جائے گی اور ایک سراب ہے جس کی طرف وہ سفر کر رہے ہیں اور جہاں وہ سمجھتے ہیں پانی ہے وہاں پہنچتے ہیں تو پانی اور آگے چلا جاتا ہے۔ آخر پر اللہ فرماتا ہے جب یہ سفر ختم ہو گا تو وہاں خدا کو پائیں گے۔ تو اس لئے کوئی یہ کہے کہ جی یہ تو نیکی کے سفر میں خدا ملتا ہے بدی میں کیسے مل گیا۔ دراصل شیطان کی حقیقت اپنی ذاتی کوئی نہیں ہے۔ ہر چیز کا آخر خدا ہے۔ اول والآخر کا ایک یہ بھی مفہوم ہے۔ جہاں سے آپ نے سفر شروع کیا وہاں خدا ہے وہ سفر جہاں انجام کو پہنچے گا وہاں خدا ہو گا اور شیطان سراب ہے اصل میں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی یہی تعریف فرمائی ہے۔ فرماتا ہے وہ تم سے دھوکے کے وعدے کرتا ہے ان میں کچھ بھی نہیں غرور کے سوا تم سے اور کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ اور غرور کہتے ہیں فرضی کہانیوں کو جن میں کوئی حقیقت نہ ہو، ایسے وعدے جو سبز باغ دکھانے والے ہوں جب کہ سبز باغ ہو کوئی نہ۔ اسی لئے شیطان کا نام خدا تعالیٰ نے "غرور" رکھا ہے یعنی ایسا دھوکے باز جو دھوکے کے وعدے کرتا ہے اور اصل چیز ہے ہی کچھ نہیں اس کے پاس، اس کے پاس گناہ کی لذت بھی نہیں ہے وہ بھی انسان اللہ کے نظام سے چوری کر کے لیتا ہے۔ تو فرمایا آخر پر جب وہاں پہنچے گا تو خدا ہی دکھائی دے گا خدا کے سوا کچھ بھی نہیں۔

> **عالم الغیب خدا سے وہ تعلق باندھیں کہ اس کا غیب ہونا آپ کے لئے رحمت کا سایہ تو بنا رہے لیکن تاریکیاں پیدا نہ کرے اور تاریکیاں تب پیدا ہونگی اگر آپ اس سے دور ہٹ کر خود غیبوبیت اختیار کریں**

پس ہر حرکت جس سمت میں بھی ہو خدا کے قریب لے جاتی ہے۔ اس دور میں اب سائنس دان داخل ہو چکے ہیں جب ان کو خدا کی قربت سے خوف آنے لگا ہے۔ گھبرانے لگے ہیں کہ ہم تو جس سفر میں خدا کو مدتوں پیچھے چھوڑ آئے تھے آگے پھر وہی۔ اس مصیبت سے نجات پانے کے لئے وہ بہانے بنا رہے ہیں اور کچھ پیش نہیں جاتی۔ یہ Chaos والا مضمون ہے۔ میں نے پڑھا ہے یعنی کتاب تو مجھے نہیں پتہ لیکن بہت بڑا آرٹیکل ایک چھپا ہے ایک کمپیوٹر سپیشلسٹ کا۔ اس نے بڑے کمپیوٹر کے ذریعہ بڑا بھاری حساب دان ہے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ Chaos اتفاقاً، اتفاقی حادثات کے نتیجے میں ایک نظم و ضبط میں بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اب وہ جو اعلان موٹے موٹے لگے ہوئے ہیں مضمون کے اور بڑے دھوکے دینے والے ہیں، ایک سادہ آدمی، عام آدمی جس کو ان باتوں کا پتہ نہیں پڑھے گا تو کہے گا کہ دیکھو جی ثابت ہو گیا کسی خدا کی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ مضمون میں خود دراصل اپنے دھوکے کو ننگا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ بات ماننے پر مجبور ہے کہ جتنے بھی Possible مختلف رستے ہیں، امکانی، ان میں سے جو رستے واقعتاً سامنے نظر آ رہے ہیں اگر ان کے مطابق کمپیوٹر بنایا جائے تو جتنی دیر کی Chaos کو نظم و ضبط میں یا افراتفری کو نظم و ضبط میں تبدیل ہونے کے لئے چاہئے اس کے لئے جو زمانے کا ہمارا تصور ہے اس سے لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ وقت چاہئے۔ اور وہ بھی غلط ہے کیوں کہ واقعہ یہ ہے کہ نظم و ضبط کا سفر ہمیشہ بے نظمی کی طرف ہوتا ہے اور بے نظمی کا سفر نظم و ضبط کی طرف نہیں ہوا کرتا سوائے اس کے کہ کوئی منتظم، بے نظمی کو نظم میں تبدیل فرما دے۔

یہ ایک ایسی شہادت ہے جس سے آنکھیں بند کرنا سب سے بڑی جہالت ہے۔ کمپیوٹر کا کیا ہے اس میں جو مرضی Feed کر دو گے ویسی چیزیں نکال لو لیکن اس کے باوجود وہ باتیں نہیں نکل رہیں جو اپنی مرضی کی ڈالتے ہیں پھر بھی نہیں نکلتیں۔ اب روزانہ گھر کا معاملہ ہے جو عورت غیر منظم ذہنیت رکھتی ہو، افراتفری، بے ترتیب چلنے والی ہو اس عورت کا گھر ہمیشہ اکھڑا پکھڑا ہی دکھائی دے گا۔ کوئی چیز یہاں پڑی ہے کوئی چیز وہاں پڑی ہے کہیں صوفہ سیٹ کے اوپر کپڑے سوکھنے کے لئے ڈالے ہوئے ہیں، کہیں باہر گندے کپڑے لٹکائے ہوئے ہیں، خیال ہی کوئی نہیں کہ لوگ کیا دیکھ رہے ہوں گے اور ہر جگہ گھر بھر ڈھونڈنی پڑتی ہے چیز۔ خاوند کہتا ہے جی میری ٹائی کہاں گئی، اچھا جی میں ابھی دیکھتی ہوں اور وہ دونوں لگے ہوئے ہیں اور بیوی کو چمچہ چاہئے وہ چمچہ نہیں مل رہا۔ ایسی افراتفری لیکن جب وہ ایک دن لگا کر ٹھیک کرتے ہیں تو کچھ دیر کے بعد پھر وہی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن کبھی آپ نے یہ نہیں دیکھا ہو گا کہ افراتفری والا گھر آہستہ آہستہ منظم ہو رہا ہو خود بخود اور چیزیں خود بخود سلیقے سے لگ رہی ہوں یہاں تک کہ انتہائی سلجھی ہوئی خاتون کے گھر کی طرح ایک بدتمیز اور بے وقوف خاتون کا گھر نظم و ضبط کے ساتھ ابھر کر ایک دل کش چیز بن کے سامنے آ جائے، ناممکن ہے۔

> **یہ کوشش کرنا کہ ہم خدا تعالیٰ کی نظر کے احساس میں رہیں اور "یخشون ربھم بالغیب" کے تحت آئیں۔ یہ اس زمانے کے سارے مسائل کا علاج ہے کیونکہ انسان جو دن بدن گناہوں میں ڈوب رہا ہے وہ خدا سے غائب ہونے کے نتیجہ میں ڈوب رہا ہے**

ہر چیز کے لئے Maintenance کی ضرورت ہے جہاں نظم و ضبط کی ضرورت ہے۔ انسان گھر بناتا ہے تو ایک آرکیٹکٹ اس کا ڈیزائن بناتا ہے۔ اس ڈیزائن بنانے کے بعد اس کو جس طرح بنایا جاتا ہے اگر اس کو اسی طرح Maintain نہ کیا جائے تو غیر متحرک جامد گھر بھی اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہ سکتا۔ اور جو چیز حرکت کرنے والی ہو اس کی ہر لحہ حفاظت اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ اب موٹر کار چلاتے وقت ایک لحہ کے لئے آپ کی آنکھ بند ہو جائے، سو جائیں تو حادثہ ہو جائے گا۔ بعض دفعہ خدا کا فضل ہے جو بچا لے مگر وہاں پھر خدا Take Over کر لیتا ہے وہ اور بات ہے۔ مگر بغیر کسی باشعور ہستی کے نظم و ضبط جتنا متحرک ہو گا اتنا خطرناک ہو جائے گا۔ یہ معاملہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں خدا پر علم کے تعلق میں۔ آپ فرماتے ہیں "وہ خدا کہلا کر پھر علمِ اشیاء سے غافل ہو" یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ جہاں خدا علم اشیاء سے غافل ہوا وہاں حادثہ، ضرور تصادم ضرور نظم بدنظمی میں تبدیل ہو گا۔ پھر فرماتے ہیں "وہ اس عالم کے ذرے ذرے پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا" یہاں انسان کے عالم الغیب ہونے کی بھی نفی ہے اور عالم الشہادہ ہونے کی بھی نفی ہے۔ انسان تو نظر کے محدود دائرے میں ہی اصل نظر رکھ سکتا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جاگتا ہوا انسان، باشعور، خبردار انسان بھی اپنے بعض پہلوؤں سے غافل ہی رہتا ہے بے چارہ اور اس کی چوری ضرور ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی چور ایسا چالاک مل جائے اس کو پتہ چلے کہ شیطان کی طرح کہاں سے میں حملہ کروں جس کو یہ نہیں دیکھ رہا تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انسان تو پھر کبھی بھی کچھ بھی نقصان نہ اٹھا سکتا اور جتنا شاطر چور ہو شیطان کی طرح اتنا ہی انسان کی غفلت کے بعض لمحوں سے بھی فائدہ اٹھا جاتا ہے اس لئے وہ غفلت کے لمحے بھی اللہ کی حفاظت میں ہونے چاہئیں۔

یہ وہ پہلو ہے جس کا غیب والے مضمون سے تعلق جوڑ کر آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ گناہ سے نجات محض اس وجہ سے نہیں ہو سکتی کہ آپ خدا کو حاضر سمجھیں اور یہ سمجھیں کہ غیب ہونے کے باوجود وہ نظر رکھ رہا ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ خدا کو حاضر اور اپنے آپ کو ان معنوں میں غائب سمجھیں کہ اپنے حال سے بھی غائب ہیں اور اپنے حال پر نظر نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ حوالے دے کر التجا کریں کہ میں تو اپنے نفس بھی غافل ہوں اور اپنے نفس کے اندھیروں میں بسا اوقات ایسی جگہیں ہونگی جہاں میں ٹھوکر کھا سکوں گا اور ٹھوکر کھا جاؤنگا۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں اور حاضر سمجھ رہا ہوں لیکن ہزار موڑ ایسے آتے ہیں، ہزار پردے ایسے آتے ہیں، ہزار حالتیں انسانی ذہن کی ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں وہ لاشعور طور پر اندھیروں میں ٹھوکریں کھا جاتا ہے۔ تو یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایک لحہ بھی غائب نہ ہونا یہ ایک رحمت ہے دراصل۔ تو اس حوالے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ تو تو ایک لحہ بھی حقیقت میں میرے حال سے غافل نہیں ہے۔ اس لئے جہاں میں غافل ہوں وہاں رحم فرما اور میری

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
MTV AHMADIYYA
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

In Order to Record his Gratitude to
Hazrat Chaudhry Zafrulla Khan
Anwar Ahmad Kahlon,
a former National President and Ameer of the U.K.
has written a book entitled
'Zafrulla Khan - My Mentor'
The book is now available from all Mission Houses at £1-50.

غفلت کی حالت میں مجھے ٹھوکر سے بچالے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نظم و ضبط اگر متحرک ہو تو لازم ہے کہ ہر لحہ اس پر نظر ہو۔

میں جب، اب تو کار چلانی دیر سے چھوڑی ہوئی ہے، جب چلایا کرتا تھا اچھی تیز چلاتا تھا اور کئی دفعہ ایسا ہوا، ایک دفعہ نہیں کہ چلاتے چلاتے اونگھ آ گئی اور پھر بیچ بچا کے ٹھیک ہو گیا تو یہ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، بیسیوں دفعہ ایسا ہوا ہے۔ مگر اب میں غور کر کے پیچھے دیکھتا ہوں تو مجھے یقین ہے کہ یہ کوئی حادثاتی بات نہیں تھی اتفاقی حادثہ نہیں تھا وہ ٹکر ہو جانی چاہئے تھی لیکن خدا تعالیٰ جو ہر حال میں موجود بھی ہے، غائب ہوتے ہوئے وہ جب بچانے کا فیصلہ کرتا ہے تو بچا لیتا ہے۔ غفلت کی وہ شکل ظاہر نہیں ہوتی جو لازمی حادثے پر منتج ہو۔ غفلت کی بعض حالتیں ایسی ہیں کہ جن میں ضروری نہیں کہ حادثہ ہو جائے۔ اب میز کے کنارے پر اگر ایک کار کو حرکت دیں تو اکثر امکان ہے کہ وہ ایک کنارے سے باہر جا پڑے گی لیکن بعض ایسی بھی صورتیں ہیں کہ وہ بیچ میں ساتھ ساتھ چلتی رہے، میز کے اندر کی طرف وہ منہ کر لے، گرے نہیں۔ تو یہ جو اتفاقات کہے جاتے ہیں، حادثات کہے جاتے ہیں، ان پر بھی اللہ کی نظر ہے اور ان پر بھی اس کے نظم و ضبط کی راج دہانی ہے اور ایک لحہ بھی ان حادثات سے بھی وہ غافل نہیں ہے۔

پس آخری نسخہ دراصل عالم الغیب سے اس سارے مضمون کو سمجھنے کے بعد دعا اور التجا کا نسخہ ہے۔ ایک اور امر بہت ہی اہم غیب کے تعلق میں یہ ہے کہ جہاں خدا ہر وقت حاضر سمجھا جائے اور اس کے حضور کے نتیجے میں آپ گناہ سے بچتے ہیں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندوں سے بھی یہ سلوک کرو۔ اور اگر تم اس کے بندوں سے یہ سلوک کرو گے تو خدا کی حفاظت کا ہاتھ زیادہ مستعدی سے تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو سورہ یوسف کے حوالے سے زیادہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب آپ کو خزانوں کی کنجی دی جا رہی تھی یا دی جانی تھی فرمایا کہ نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ "لم اخنہ بالغیب" میں نے گھر کے مالک کی اس کے غائب ہونے کے باوجود خیانت نہیں کی اس وقت تک میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ یہ ناشکری نہیں تھی بلکہ یہ بہت ہی گہرا عارفانہ مطالبہ تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر میں ایک گھر کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا، اگر میں ایسا خائن ہوں کہ ایک معمولی گھر کی ملکیت کے معاملے میں بھی خیانت مجھ پر غالب آ گئی تو اتنے بڑے وسیع ملک کے خزانوں کی چابیاں مجھے کیوں سونپی جائیں۔ پس میں اس لائق نہیں ٹھہرتا۔ یہ پہلے پتہ کر لو کہ میں وہاں دیانت کے تقاضے پورے کر رہا تھا کہ نہیں۔ اور ساتھ ہی آپ کی بریت ہو گئی جس کی بڑی ضرورت تھی۔ اس بریت کے بغیر بعض دفعہ ایسے حالات میں الزام بھی لگ جایا کرتے ہیں۔ اور سورہ یوسف سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ کے بھائی کے متعلق کہہ نہیں دیا تھا انہوں نے حضرت یوسف کو متہم کرتے ہوئے یہ چونکہ سمجھ بیٹھے تھے کہ واقعۃً چوری کی ہے تو اس الزام کو حضرت یوسف پر بھی تھوپنے کی کوشش کی کہ اس کے بھائی نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور بہتان تھا۔ تو حضرت یوسف اگر خود نعوذ باللہ من ذالک اس خیانت کے طعن سے باہر نہ آتے تو پھر جس شان اور آزادی کے ساتھ اور کامل یقین اور اعتماد کے ساتھ آپ نے اس سات سالہ قحط کے دوران ملک کی عظیم خدمت کی ہے اس کی توفیق نہ مل سکتی تھی۔ کئی لوگ کہہ سکتے تھے دیکھو انہوں نے اپنوں کو یہ دے دیا، فلاں کو یہ کر دیا۔ پس غیب کا مضمون خدا ہی سے نہیں، گناہ کے تعلق میں بندے سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ اور چھوٹی سی امانت تھی اس میں خیانت نہیں کی تو خدا کی دین دیکھیں تمام ملک کے خزانوں کی چابی آپ کو پکڑا دی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیضان کا جاری ہونا اس کے بندوں سے آپ کے سلوک کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جب غیبوبیت کا مضمون سمجھ کر آپ بندوں کی، ان کے غیب میں خیانت نہیں کریں گے تو یاد رکھیں آپ کے اموال میں برکت ملے گی۔ لیکن وہ لوگ جو روز مرہ کی تجارتوں میں جہاں نظر اچٹی کسی کی وہاں خیانت شروع کر دی ان کے اموال میں یا تو برکت نہیں رہے گی وہ ضائع ہو جائیں گے یا ان کے اموال کے خرچ ان کے لئے لعنت پیدا کر دیں گے ان کی اولادیں ہاتھ سے نکل جائیں گی، ان کا دین ہاتھ سے جاتا رہے گا، ان کی عاقبت تباہ ہو جائے گی۔ اس لئے یہ مضمون جو صفات باری تعالیٰ کا ہے اسے حقیقت کی دنیا پر اتار کر اپنے روز مرہ کے تجارب میں داخل کر کے پھر ذکر الٰہی کریں تو یہ ذکر الٰہی ہے جو ہر دوسری چیز سے بالا اور افضل اور اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

عراق پر اقتصادی پابندیوں سے پیدا شدہ صورت حال

(Felicity Arbuthnot کے قلم سے)

(ترجمہ: رشید احمد چوہدری)

ہر دو ماہ بعد جب عراق پر اقتصادی پابندیوں کا معاملہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں زیر بحث آتا ہے تو وہی پرانا ڈرامہ رچایا جاتا ہے اور یکایک عراق کے بارہ میں شہ سرخیاں اخبارات کی زینت بنتی ہیں اور ابلاغ عامہ کی تمام تر توجہ عراق کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ عراق نے ابھی تک اپنے پاس کیمیکل، بائیولوجیکل اور نیوکلیئر ہتھیار چھپا رکھے ہیں۔ عراق نے Marshes میں بسے ہوئے عربوں کو ملیامیٹ کر دیا ہے، کردوں پر حملہ کیا ہے اور از سر نو یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ جب تک انسانی حقوق کی پامالی کے یہ واقعات ختم نہیں ہونگے اقتصادی پابندیوں کے ہٹانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خلیج کی جنگ کے بعد عراق میں یہ میرا پانچواں دورہ تھا جو جنوری ۱۹۹۵ء میں کیا گیا۔ عراق جاتے وقت میرے ذہن میں انسانی حقوق کے بارہ میں خیالات کا ایک طوفان تھا۔ بغداد پہنچ کر میں نے اپنے سفر کا آغاز ایک کار کے ذریعہ کیا جسے کار نہیں بلکہ موت کا پنجرہ کہنا چاہئے۔ اس کی یہ ہیئت اس لئے تھی کہ فاضل پرزے تو دستیاب نہ تھے اور چونکہ بمباری کی وجہ سے ربڑ فیکٹری بھی بالکل تباہ ہو چکی تھی اس لئے ٹائروں پر بے شمار پنکچر لگے ہوئے تھے۔ میرا مقصد ابن بلدی ہسپتال میں دوائیوں کی ایک ادنیٰ سے مقدار پہنچانا تھا۔ یہ ہسپتال شہر کے پس ماندہ علاقہ میں واقعہ ہے اور علاقہ کی ضروریات کو حتی المقدور پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ابھی ہم ہسپتال کی عمارت میں داخل ہی ہوئے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ دو عورتیں بے حال، صدمے سے نڈھال، دنیا و ما فیہا سے بے خبر سڑک کے ٹریفک کی پرواہ نہ کرتے ہوئے چیختی چلاتی "یاسمین، یاسمین" پکارتی ہوئی جا رہی تھیں۔ ان کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو رواں تھے۔ یاسمین جس کا نام ماں باپ نے خوشبودار پھول کے نام پر رکھا ہوا تھا سات سالہ لڑکی تھی جو زندگی کی بازی ہار گئی تھی۔ خلیج کی جنگ کے تھوڑا عرصہ بعد ہی ڈاکٹروں کی تشخیص کے مطابق اس کے دل میں خفیف سا نقص پایا گیا جسے اپریشن کے ذریعہ بڑی آسانی سے دور کیا جا سکتا تھا۔ ڈاکٹروں نے والدین کو تسلی دی کہ جونہی ملک اقتصادی پابندیوں سے آزاد ہوا اور ملک میں طبی سہولتیں بحال ہوئیں ہم اپریشن کر کے اس معمولی نقص کو دور کر دیں گے اور بچی دوبارہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے گی۔ لیکن چار سال کے عرصہ میں ایک معمولی نقص بڑے نقص میں تبدیل ہو گیا جو اس بچی کے نحیف جسم کو زیادہ دیر تک زندہ نہ رکھ سکا۔ یہ نظارہ دیکھ کر میرا ایک ہم سفر جو میرا پرانا دوست بھی ہے اور نہایت رحم دل نیک انسان ہے بڑے غصے میں طنزیہ طور پر یوں گویا ہوا "میرا خیال ہے اس بچی کے مرنے سے پہلے اسے بتا دیا گیا ہو گا کہ وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرنے میں ناکام رہی ہے"۔

ہسپتال کے اندر ائر کنڈیشن سسٹم کو اوور ہیٹ سے بچانے کے لئے دو بجلی کے پنکھوں کا استعمال کیا جا رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ اگر یہ بھی ناکارہ ہو جائیں تو کیا ہو گا جس کے جواب میں انجینئر نے ایک گتے کا ٹکڑا اٹھایا اور بڑی سنجیدگی سے اسے ہلا کر اشارہ کیا کہ پھر یہ علاج ہے جو ہو سکتا ہے۔ ہسپتال میں آکسیجن کا مرکزی نظام ایک عرصہ سے ناقابل مرمت تھا اس لئے اس کی بجائے بھاری بھرکم زنگ آلود پرانے آکسیجن کے سلنڈروں سے کام چلایا جا رہا تھا جنہیں نحیف و لاغر پورٹر اٹھا کر اوپر کی منزلوں تک لے جاتے تھے کیونکہ لفٹ بھی بے کار ہو چکی تھی۔

ابن بلدی ہسپتال عراق میں روز مرہ زندگی کی اس بھیانک صورت کو پیش کرتا ہے جو عراق میں اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے ابھری ہے۔

سکولوں میں بچے بھوک سے نڈھال ہو کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ والدین اپنی اولاد کو زندہ رکھنے کے لئے کئی قسم کے جتن کرتے ہیں اور بعض دفعہ اپنا سب کچھ بیچ کر یعنی گھروں کی کھڑکیاں، دروازے یہاں تک کہ اینٹیں بیچ کر ان کا پیٹ پالتے ہیں۔ مہنگائی اس قدر زیادہ ہے کہ انڈوں کا پیکٹ خریدنے کے لئے یا ایک کلو پیاز حاصل کرنے کے لئے جو قیمت ادا کرنی پڑتی ہے وہ ایک یونیورسٹی کے پروفیسر کی ماہانہ تنخواہ سے زیادہ ہے۔

ملک میں خوراک کی کمی کا یہ حال ہے کہ لوگ اپنے پالتو جانور چڑیا گھر کو دے آتے ہیں تاکہ انہیں کچھ خوراک مل سکے بلکہ بعض گھرانے ایسے بھی ہیں کہ اپنے بچوں کو خود یتیم خانہ میں چھوڑ آتے ہیں تاکہ انہیں وہاں دو وقت کا کھانا میسر آ سکے۔

بغداد میں میرے سفر کے آخری دن مجھے ایک جگہ کھانے کے لئے بلایا گیا۔ کھانے میں گوشت، مچھلی، انڈہ، یا پنیر وغیرہ کی کوئی چیز نہ تھی۔ تمام ہمسایوں نے بھی حصہ ڈالا تو دعوت کا اہتمام ہوا۔ اگرچہ دن کافی گرم تھا تاہم میں نے دیکھا کہ مہمان بھاری بھرکم کوٹوں میں ملبوس تھے غالباً مناسب غذا نہ ملنے کی وجہ سے نقاہت کا شکار تھے جس کو غالباً وہ چھپا رہے تھے۔ ان کی آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہوئے تھے اور چہرے پژمردہ تھے۔ یہ تمام پیشہ ور لوگ تھے جو کسی زمانہ میں خاصے مالدار تھے۔ بغداد سے میں واپس عمان پہنچی اور ان مہیب نظاروں کو ذہن سے محو کرنے کے لئے وہاں کے ایک متمول علاقہ میں شاپنگ کے لئے گئی۔ ایک دکان میں قیمتی اشیاء کو دیکھ کر جب میں باہر نکلی تو میں نے دیکھا کہ ایک خستہ حال شخص جو میرے پیچھے آ رہا تھا اس نے یکدم میرے آگے ہاتھ پھیلا دیا اور جب میں نے اسے کچھ دینے کے لئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس نے مجھے اپنا نام بتایا اور کہا کہ وہ عراقی ائرویز میں سینئر انجینئر تھا جہاں سے اس کی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے جاپان ائرویز لفتھانزا Lufthansa اور برٹش ائر ویز نے بھی اس کی خدمات مستعار لیں۔ اب نہ تو عراقی ائرویز باقی رہی اور نہ ہی فاضل پرزے دستیاب ہیں اس لئے انجینئروں کے لئے کوئی کام نہیں رہا۔ اس نے بتایا کہ وہ عراق چھوڑ کر اردن اس امید پر آیا تھا کہ کوئی چھوٹا موٹا کام ڈھونڈھ کر اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکے گا مگر یہاں تو خلیج کی جنگ کی وجہ سے بے شمار مہاجرین آئے ہوئے ہیں لہذا اسے ورک پرمٹ نہ مل سکا اور اس طرح وہ بے کار ہی رہا۔ اس کے پاس جو تھوڑی بہت پونجی تھی وہ بھی آہستہ آہستہ ختم ہوتی گئی اور چونکہ واپس جانے کے لئے کرایہ کی رقم بھی نہ بچی اس لئے وہ یہاں ہی پھنس کر رہ گیا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا کہ میں اس کے لئے کیا کر سکتی ہوں تو وہ یکدم سیدھا کھڑا ہو کر کہنے لگا میں گھبراتا نہیں حالات ضرور بدلیں گے کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا اور وہ پھر جھکا ہوا آہستہ آہستہ چلتا ہوا رات کے اندھیرے میں گم ہو گیا۔ اس کی عمر ۴۲ سال تھی۔ جاتے جاتے اس نے مڑ کر کہا میرا لڑکا گیارہ سال کا ہے اگر ہو سکے تو اسے Adopt کر لیجئے۔ اس کا یہ جملہ میرے کانوں میں بار بار گونجتا رہا اور میں انسانی حقوق کے بارہ میں سوچتی رہ گئی کہ ان کی پامالی کون کر رہا ہے۔

(ایشین ٹائمز لندن، ۱۵ اپریل ۹۵ء)

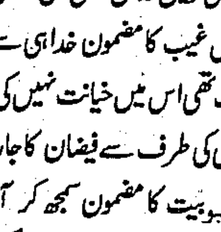

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC
4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

سوال و جواب

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے پروگرام "ملاقات" مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض عمومی سوالات کے جوابات دیئے۔ علم و عرفان سے معمور یہ دلچسپ سلسلہ سوال و جواب ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ [ادارہ]

عورتوں کے لئے نماز تراویح اور اعتکاف کا مسئلہ

اس سوال پر کہ عورتوں کے لئے مسجد میں جمعہ پڑھنا فرض نہیں ہے کیا عورتوں کے لئے نماز تراویح پڑھنے یا اعتکاف بیٹھنے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے یا نہیں؟۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو چیز فرض نہ ہو اس پر پہلے یہ سوال اٹھایئے کہ جو فرائض نہ ہوں ان کے کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنی چاہئے یا نہیں۔ جو فرائض نہیں ہیں یا اگر وہ بدیاں ہیں تو ہرگز حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر وہ نیکیاں ہیں تو نوافل میں آتی ہیں اور نوافل کی ترغیب قرآن کریم خود دیتا ہے۔ "ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک" (سورہ بنی اسرائیل: ۸۰) فرماتا ہے کہ راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھا کرو یہ تمہارے لئے نوافل ہونگے۔ تو نوافل کی تو بڑی واضح تلقین قرآن کریم میں موجود ہے اس لئے اگر وہ دائرہ جو فرائض سے باہر کا ہے اس میں عورتوں کو ترغیب دی جائے تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔

مسجد میں آکر اعتکاف بیٹھنا یا نماز تراویح پڑھنا یہ عورت کے لئے نفلی کام ہے۔ مرد کے لئے فرض کفایہ ہے عورت کے لئے نفلی عبادت ہے۔ اس لئے جہاں نفلی کام ہو وہاں ترغیب ضروری ہے۔ اگر مرد فرض کفایہ کے طور پر یہ کام نہ کریں تو مجرم ہو جائیں گے۔ عورتیں اگر نہ کریں گی تو مجرم نہیں بنیں گی لیکن اگر وہ یہ کام کریں تو ان کے لئے بہت بہتر ہے اس لئے اچھی چیز کی تلقین کی جاتی ہے نہ یہ کہ اس سے باز رکھا جاتا ہے۔

سائل نے عرض کی کہ اگر گھر میں بیت الدعا ہو تو کیا وہاں اعتکاف بیٹھا جاسکتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمایا گھر میں اعتکاف بیٹھنے کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ملتا۔ قرآن کریم کے نزول کے بعد اس کا کوئی ذکر کہیں نہیں ملتا البتہ قرآن کریم کے نزول سے پہلے حضرت زکریا اور حضرت مریم کے ذکر میں ایک حجرہ میں بیٹھے رہنا، اس قسم کے مضامین تو ملتے ہیں۔ راہبوں کا ذکر بھی ملتا ہے لیکن ساتھ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس مقصد کے لئے یہ اجازت دیتا تھا وہ اس مقصد کو بھلا کر اس سے ہٹ گئے تو اسلام نے پھر راہب ہونے کے لئے کوئی تلقین نہیں فرمائی بلکہ اس سے منع فرمایا ہے۔ زندگی کے ساتھ مل کر یا اپنی جدوجہد کو اس طرح شامل کر دینا کہ روزمرہ کے کام اور عبادت اور جہاد میں کوئی فرق نہ رہے یہ سب سے اعلیٰ اسلامی تعلیم ہے اور اس کے ہوتے ہوئے وہ جو الگ الگ حجرے بنا کر وہاں اعتکاف بیٹھ جانے کا مسئلہ ہے اس کا کوئی مضمون نظر نہیں آتا لیکن اس طرح منع نہیں ہے کہ گویا حرام ہے۔ اگر کوئی بیٹھتا ہے تو اپنا فضول شوق ہے یا جو بھی ہے نیکی کا جذبہ ہے تو ایک کونے میں بیٹھ کر بے شک عبادت کرے لیکن اس پر اعتکاف کی شرطیں عاید نہیں ہونگی۔ اعتکاف کی جو شرائط ہیں ان کا ذکر مسجد میں ملتا ہے کسی گھریلو کونے میں بیٹھ کر عبادت کرنا ہرگز منع نہیں ہے لیکن اسے مسجد کا کونا بنا کر اس پر اعتکاف کی شرائط عاید کرنا یہ بدعتوں کو رواج دے گا اس لئے یہ مناسب نہیں ہے۔

کائنات کی گہری حقیقتیں

اس سوال پر کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کا ذکر جمع کے صیغہ میں کیا ہے اور زمین کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اگر ہم اپنے گردوپیش پر نظر ڈالیں تو ایک ہی آسمان کا تصور ہے جب کہ زمینیں ایک سے زیادہ کہی جاسکتی ہیں مثلاً ہماری زمین یا مریخ کی زمین۔ حضور نے فرمایا اول تو آپ نے قرآن کریم کی طرف وہ بات منسوب کر دی ہے جو قرآن نے بعینہ اس طرح بیان نہیں فرمائی۔ دوسرے کائنات کی طرف وہ بات منسوب کر دی جو سائنس دان ہونے کی حیثیت سے آپ سے توقع نہیں تھی۔

یہ جو کہتے ہیں کہ ایک ہی آسمان ہے یہ بالکل غلط بات ہے۔ گیلیکسیز کا اپنا اپنا آسمان ہے اور بے شمار گیلیکسیز ہیں اور نئی نئی دریافت ہو رہی ہیں وہ سب آسمان ہیں۔ پھر قرآن کریم "سماء الدنیا" کا ذکر فرماتا ہے اور سماء الدنیا سے مراد اس دنیا کے گرد جو فضائی نظام طبقہ بہ طبقہ موجود ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے "وحفظا من کل شیطان مارد" (سورہ الصافات: ۷) اور بعض دوسرے الفاظ میں بھی ذکر ملتا ہے کہ ہم نے اسے حفظ کے طور پر بنایا ہے تاکہ باہر سے آنے والے دخل انداز ستارے یا اجسام وغیرہ زمین کو نقصان نہ پہنچا سکیں اور شیطان مارد میں وہ بھی آجاتے ہیں جو Rare ہیں اور ہمارے لئے خطرناک اور مضر ہیں۔ اس نظام کا اس طرح گہرائی سے مطالعہ کریں تو سماء کا ایک حیرت انگیز تصور ابھرتا ہے جو سماء الدنیا کہلاتا ہے۔ میں نے اپنی خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر جو سلسلہ تقریر شروع کیا تھا اس میں یہی مضمون بیان کیا تھا کہ قرآن کریم میں ایک Absolute Justice یعنی عدل و انصاف، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کا ذکر کیا ہے جو صرف انسانوں تک محدود نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو انہی تین اصولوں پر بنایا ہے۔ تمام کائنات میں Absolute Justice، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کا مضمون جاری و ساری ہے۔ اس حوالہ سے میں نے سماء الدنیا کا بھی ذکر کیا ہے اور اس میں سائنسی حوالے دے کر تفصیل بیان کی ہے کہ کس طرح قرآن کریم نے ایک چھوٹے سے فقرہ میں اتنی گہری حقیقتیں بیان کر دی ہیں جن کو ابھی تک سائنس دان پوری طرح اخذ نہیں کر سکے اور نہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ان باریکیوں کو سمجھ سکے ہیں۔ لیکن یہ بہرحال قطعی بات ہے کہ وہ "حفظا من کل شیطان مارد" کے مضمون کے پوری طرح قائل ہیں یہاں تک کہ ایک ذرا سا Hole کہتے ہیں تو ساری دنیا کے اہل علم کو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے اور وہ ایک Hole ہے جو ایک حصہ سے تعلق رکھتا ہے اور جو ساری کائنات کے طبقہ بہ طبقہ ہماری حفاظت کے جو انتظامات ہیں وہ سب سماء الدنیا ہیں۔ پس یہ کہنا کہ ایک ہی آسمان ملتا ہے یہ بالکل غلط بات ہے۔ اس آسمان کو بھی مختلف آسمانوں میں بانٹا گیا ہے اور حوالہ دیا جاتا ہے کہ یہ فلاں آسمان ہے اور یہ فلاں آسمان ہے اور پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت سی گیلیکسیز ہیں۔

انسان کی زمینی حیثیت یاد دلانے کی پر حکمت تعلیم

جہاں تک زمین کا تعلق ہے چونکہ انسان کو اس کی زمینی حیثیت یاد دلانے کی خاطر بار بار زمین اور اس کے گرد پھیلے ہوئے آسمانوں کے حوالے سے تعلیم دی جا رہی ہے اس لئے زمین کے لئے واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ مگر یہ خیال کر لینا کہ یہ انسانی کلام تھا اور ایک ہی زمین کا تصور موجود تھا یہ اس لئے غلط ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم دوسری جگہ فرماتا ہے ہم نے سماوات کو پیدا کیا "ومن الارض مثلھن" (الطلاق: ۱۳) اور زمینیں بھی انہی کی طرح یعنی جتنے آسمان ہیں اتنی زمینیں بھی پیدا کی ہیں۔

پس جس کلام میں اتنی وضاحت سے بکثرت زمینوں کا ذکر اپنے اپنے آسمان کے حوالے سے کیا گیا ہے اس کے اوپر یہ اعتراض اٹھ ہی نہیں سکتا کہ آسمانوں کا ذکر تو جمع کے صیغے میں کر رہا ہے اور زمین کا واحد میں کر رہا ہے۔ "ومن الارض مثلھن" کا لفظی ترجمہ زمین بھی آسمانوں کی طرح ہی، اسی نسبت سے پیدا کی لیکن صرف "والارض" نہیں فرمایا بلکہ "ومن الارض" فرمایا ہے یعنی زمین از نوع زمین۔ یہ لفظ بہت اہم ہے عربی محاورہ کے مطابق "ومن الارض" کا مطلب یہ ہے کہ از نوع زمین بھی ویسی ہی پیدا کی ہیں جیسا کہ آسمان پیدا کئے ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جتنے آسمان ہیں اتنی ہی زمینیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی مطابقت کے ساتھ، ان کے نظام سے ملتا جلتا نظام، جس طرح اس آسمان کے لئے زمین کی ضرورت تھی ان آسمانوں کی جو سماء الدنیا ہیں اور آسمانوں میں بھی زمینیں ہونگی۔ ان کا علم ہمیں نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ اگر وہاں سے کوئی پیغام آج چلے تو اس وقت یہاں پہنچے گا جب دنیا ختم ہو چکی ہوگی۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

SUPPLIERS OF FROZEN AND
FRIED MEAT - VEGETABLE
& CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS

KHAYYAMS

280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

تیرے سوا تو کوئی مرا راہ بر نہ تھا
یہ اور بات ہے کہ ترا ہم سفر نہ تھا
منزل کے بعد منزلیں آتی چلی گئیں
یہ امتحاں کا دور بہت مختصر نہ تھا
سب بےقرار تھے ترے دیدار کے لئے
وہ کونسا حسین تھا جو بام پر نہ تھا
تو نے کہا تو آنسوؤں کو بولنا پڑا
ورنہ کوئی صدا نہ تھی جس میں بھنور نہ تھا
صبح ازل تھی لمس کی لذت پہ خندہ زن
جنت میں دور دور تک کوئی شجر نہ تھا
پھیلے ہوئے تھے درد کے ساحل زمین پر
سوکھے سمندروں سے کسی کو مفر نہ تھا
اس مطلق العنان کا نعرہ بھی تھا غلط
جمہور کا یہ فیصلہ بھی معتبر نہ تھا
اس کو پتہ تھا سارے سیاہ و سفید کا
بےدرد تو ضرور تھا وہ بےخبر نہ تھا
دھرتی پہ ہم نے چین سے بستر بچھا لئے
مٹی میں کوئی معرکہ خیر و شر نہ تھا
تو بھی تو آ رہا تھا نظر اس کی اوٹ میں
منظر کا انحصار فقط چاند پر نہ تھا

(محمد علی)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۲۶)

برائیونیا (Bryonia) کے مختلف خواص کا بیان

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۸ جولائی ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

برائیونیا (Bryonia) میں عضلات پر اثر، میوکس ممبرین پر اثر، ہر قسم کی دردیں جن میں حرکت سے اضافہ ہو، یہ خصوصیت سے برائیونیا کا خاصہ ہے اور عموماً میوکس ممبرین خشک ہو جاتی ہیں۔ اور پسینہ بھی اگر رک جائے تو اس سے تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں۔ پسینہ اگر جاری ہو جائے تو اس سے آرام آ جاتا ہے۔ برائیونیا میں پیاس بہت زیادہ ہے سوائے بعض صورتوں کے مثلاً منہ میں چھالے یا معدے پر Inflamation ہو تو ایک صورت میں پیاس کم ہو جاتی ہے لیکن پیاس کی شدت بہر حال برائیونیا کے کردار کا ایک نمایاں حصہ ہے اس میں دائیں طرف کا رجحان بہت معروف ہے۔ پیاس اور خشکی کے علاوہ قبض جو کہ اسہال اور پیچش میں بدل جاتی ہے اس میں مزاج چڑچڑا ہوتا ہے۔ نکس وامیکا اور کیمو میلا میں بھی چڑچڑا پن ہوتا ہے۔ لیکن برائیونیا میں چڑچڑا پن یا غصہ اصل میں تکلیف کی وجہ سے ہوتا ہے، بولنا بھی پسند نہیں کرتے۔ کوئی آکر ان کو تنگ کرے تو اس پر ایک دم مزاج برہم ہو جاتا ہے جبکہ کیمو میلا کی بدتمیزی اور غصہ ایک عام چیز ہے، اس کے سارے کردار پر پھیلا ہوا ہے۔ لیکن برائیونیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ عموماً اس کے مریض میں نے دیکھے ہیں، درمیانے مزاج کے با اخلاق ہوتے ہیں۔ صرف بعض تکلیفوں میں ان کا غصہ بڑھتا ہے۔ تو جو مزاج کی باتیں ہیں اس میں مزاجی دوائیں خدا کے فضل سے تبدیلیاں پیدا کر دیتی ہیں۔ اور بعض بے اختیاریاں ہیں مزاج کی، اس میں مزاجی دوائیں استعمال ہونی چاہئیں۔

برائیونیا میں سر درد عموماً گدی میں بیٹھتی ہے۔ بعض ایسی سر دردیں ہیں جو بعض دواؤں کے رد عمل کے طور پر ہوتی ہیں مثلاً آپ کسی کو نکس وامیکا زیادہ دے دیں تو سر درد شروع ہو جائے گی اور برائیونیا زیادہ دے دیں تو اسی قسم کی سر درد شروع ہو جاتی ہے۔ ان دونوں کا سر درد میں اینٹی ڈوٹ جیلسیمیم (Gelsemium) ہے۔ برائیونیا کا ادلنا بدلنا دو طرح سے ہے۔ یا اخراجات پسینے وغیرہ رک جائیں تو تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں اور جب دوبارہ شروع ہو جائیں تو کم ہو جاتی ہیں۔ ماہواری بند ہو جائے، ناک سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے، یعنی اندر خشکی ہو جائے تو باہر چل پڑا ہے کچھ۔ کالے موتیے میں بھی برائیونیا کام آ جاتی ہے اور ہونٹوں پر اگر نیٹرم میور کی طرح بخار کے بعد خشک پپڑیاں جم جائیں تو کام آ جاتی ہے۔ نیٹرم میور برائیونیا کا بھی کرانک ہے اور غم کے اثرات کا بھی کرانک ہے اور عام طور پر روزمرہ حرکت سے جو تکلیفیں شروع ہو جاتی ہیں خشکی جھلیوں وغیرہ میں، اس میں نیٹرم میور (Nat.Mur.) بہت ہی اچھی دوا ہے۔ نزلوں میں بہت اچھی دوا ہے۔ لیکن برائیونیا جہاں ٹھہر جائے اس کو اٹھا کر آگے لے جانے میں جو دوائیں مدد گار ہوتی ہیں ان میں نیٹرم میور بھی ہے۔ سانس کی نالی میں Stickyness میں عام طور پر ہیپر سلف (Happer Sulph) کی طرف خیال جاتا ہے۔ ہیپر سلف میں بلغم نالیوں کے ساتھ جڑے اور چپکے ہوتے ہیں ایسے مریضوں کو اگر دمہ نہ بھی ہو تو وقتی طور پر دمہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے بار بار کھانس کر اس کو چھڑانا پڑتا ہے۔ اگر ایسے مریضوں میں ہیپر سلف کام نہ کرے تو برائیونیا کا سوچنا چاہئے۔ اگر عمومی مزاج برائیونیا کا ہو اور بلغم خشک ہو کر چپک جائے تو پھر ہیپر سلف کام نہیں کرے گی بلکہ برائیونیا دینی پڑے گی۔

جگر کے بعض حصوں کا سوجنا اس میں پایا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اگر سلفر کے ساتھ برائیونیا کو ملا کر دیا جائے تو بعض کیسوں میں ثابت شدہ کینسر بھی ٹھیک ہو گئے ہیں۔ اس لئے برائیونیا معمولی دوا نہیں ہے بہت ہی اعلیٰ دوا ہے لیکن سلفر کے Combination کے ساتھ ملا کر دینا پڑتا ہے۔ اکیلا برائیونیا کام نہیں کرتا۔ جگر کے کینسر میں سلفر ۳۰ میں دن میں تین دفعہ دیتا ہوں اور ہفتہ میں دو تین دفعہ برائیونیا ۲۰۰۔

برائیونیا میں دائیں طرف جھٹکے بہت پائے جاتے ہیں۔ Helibrus Nigrus بھی دائیں طرف کے جھٹکوں کی دوا ہے۔ مگر برائیونیا میں جس طرف جھٹکے ہوں اس طرف لٹا دیں تو آرام آتا ہے۔ لیکن سمی سی فیوجا (Cimicifuga) میں جس طرف لٹا دیں اس طرف جھٹکے شروع ہو جاتے ہیں - ہالی برس (Helibrus) کو مخالف سمت میں جھٹکے لگتے ہیں۔ برائیونیا کو دائیں طرف جھٹکے لگتے ہیں لیکن اگر اس طرف لٹا دیں تو آرام آنا شروع ہو جاتا ہے۔ برائیونیا میں آہستہ آہستہ آنے والے مرض بڑھتے رہتے ہیں۔ برائیونیا کے اگر مریض کو صبح سردی لگتی ہے تو شام تک اس کا اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ دوسرے دن صبح تک مریض جکڑا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا اوقات کا بھی آپ کتابوں میں ذکر پڑھیں گے برائیونیا کا نو بجے کا وقت ہے (9.00 P.M)، 9.00 A.M. کی دوا کیمو میلا (Chemomilla) ہے۔ اور نو بجے صبح سے تکلیفیں شروع ہو جاتی ہیں اور بڑھتی رہتی ہیں تو یہ نیٹرم میور (Nat.Mur) ہے۔ ۹ بجے شام کو برائیونیا کی تکلیف بڑھتی ہے اور پھر ساری رات چلتی ہے۔ رات کا وقت برائیونیا کا ہے اور صبح نو بجے کیمو میلا (Chemomilla) کا اور نیٹرم میور کا ہے جس میں ۹ بجے کے بعد تکلیف ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ گرمی کی سر درد میں میں نے نیٹرم میور کو بہت مفید پایا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک دفعہ لو لگ جائے تو پھر وہ عادت بن جاتی ہے پھر ذرا دھوپ ہوئی اور سر درد بھڑک اٹھتی ہے۔ عام طور پر لوگ گلونوئن Glonoine اس کا علاج بتاتے ہیں لیکن گلونوئن (Glonoine) اکیلی کام نہیں کرتی، کبھی کرتی ہے کبھی نہیں کرتی۔ اس لئے میں نے ایک نسخہ بنایا ہوا تھا۔ دھوپ میں باہر نکلنے سے پہلے ایک یا دو گلاس پانی ضرور پی لیا۔ اور ایک خوراک اس نسخہ کی کھالی، پھر اللہ کے فضل سے دھوپ میں پھرتے تھے۔ کچھ بھی پتہ نہیں لگتا تھا۔ مگر جب نہیں کھاتے تھے تو درد ہوتی تھی۔ نسخہ حسب ذیل ہے:

Glonoine 30

Nat. Mur. 30

Gelsemium 30

لیکن کبھی کبھی جیلسیمیم کی بجائے آرسینک (Arsenic) دینا پڑتا ہے اگر مریض کا مزاج آرسینک سے ملتا ہو۔ نارمل حالات میں اوپر والا نسخہ استعمال کریں۔ بہتر ہے کہ لو لگنے سے بچانے کے لئے یہ نسخہ استعمال کریں۔ کیونکہ اگر ایک دفعہ لو لگ جائے تو پھر مندرجہ بالا دواؤں میں سے کوئی دوا بھی کام نہیں کرتی بلکہ لو لگنے کے بعد نیٹرم کارب (Nat. Carb.) کام آتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ برائیونیا کی سر درد کو ٹھنڈ سے آرام مل جاتا ہے۔ برائیونیا کی سر درد کا بعض دفعہ قبض سے تعلق ہوتا ہے اور بعض دفعہ سر درد کے ساتھ نکسیر پھوٹتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اندر کچھ اخراج بند ہوئے ہیں۔ لیکن نکسیر پھوٹنے سے اس کو آرام آتا ہے لیکن نکسیر خود ایک بیماری ہے۔ جو بتا دے گی کہ اندرونی دباؤ ہے اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۰ واں جلسہ سالانہ

۲۸، ۲۹ اور ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۰ واں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ جولائی بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اسلام آباد (ٹلفورڈ، سرے) انگلستان میں منعقد ہو رہا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور انور کی بابرکت موجودگی اور شمولیت کی بناء پر اس جلسہ کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ شرکاء جلسہ کو پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور علمی خطابات سننے کی سعادت ملتی ہے۔ جلسہ سالانہ کے پہلے روز نماز جمعہ کے بعد حضور کا افتتاحی خطاب ہوتا ہے۔ ہفتہ کے روز مستورات سے ایک خصوصی خطاب جو مردانہ جلسہ گاہ میں بھی سنایا جاتا ہے اور پھر اسی روز بعد دوپہر دوران سال نازل ہونے والے افضال الٰہیہ کے ایمان افروز تذکرہ پر مشتمل بہت تفصیلی خطاب ہوتا ہے۔ اتوار کے روز غیر از جماعت مہمانوں کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب اور اس کے بعد عالمگیر بیعت کی تقریب منعقد ہوتی ہے۔ اسی روز بعد دوپہر حضور انور کا کسی علمی موضوع پر اختتامی خطاب ہوتا ہے۔ یہ سب خطابات دراصل اس جلسہ سالانہ کی جان اور اصل رونق و برکت ہیں۔ علاوہ ازیں ہر روز نماز تہجد اور پانچوں نمازیں با جماعت ادا کی جاتی ہیں۔ نماز فجر کے بعد علماء سلسلہ درس القرآن اور درس الحدیث بیان فرماتے ہیں۔ تینوں دن ذکر الٰہی اور دعاؤں کے ماحول میں، بہت ہی محبت و پیار کی فضا میں بسر ہوتے ہیں۔ اکناف عالم سے عشاق اسلام بڑی کثرت سے اس بابرکت عالمگیر اجتماع میں شمولیت کی غرض سے تشریف لاتے ہیں۔ ان سب ممالک کے قومی پرچم جلسہ گاہ کے باہر لہرائے جاتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کی ساری کاروائی اسی وقت یا بعد میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر کی جاتی ہے۔ اس طرح جلسہ سالانہ کی برکات کا دائرہ ساری دنیا تک وسیع ہو جاتا ہے۔

حضور انور کے خطابات کے علاوہ مختلف ممالک کے معززین جن میں سفراء ممالک اور ممبران قومی و صوبائی اسمبلی و وزراء وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اس جلسہ سے خطاب کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف علماء سلسلہ کی بھی تقاریر ہوتی ہیں۔ امسال اس جلسہ سالانہ کے موقع پر جو تقاریر ہوں گی ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) ہستی باری تعالیٰ، قبولیت دعا کے آئینہ میں (انگریزی)۔ مکرم طاہر سلیمی صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ برطانیہ۔

(۲) آنحضرت ﷺ کا پاکیزہ عہد جوانی (انگریزی)۔ مکرم کریم اسعد احمد خان صاحب بار ایٹ لاء، ایڈیشنل سیکرٹری امور خارجہ برطانیہ۔

(۳) بنی نوع انسان پر حضرت مسیح موعودؑ کے احسانات (انگریزی)، مکرم آفتاب احمد خان صاحب، امیر جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ۔

(۴) دور حاضر میں احمدی نوجوانوں کے چیلنج (انگریزی)، مکرم ارشد احمدی صاحب ایڈیشنل سیکرٹری تربیت، برطانیہ۔

(۵) سیرت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ (اردو) مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن۔

احباب سے جلسہ سالانہ کی غیر معمولی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(نظارت اشاعت پروگرام، جلسہ سالانہ برطانیہ)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

بقیہ نبیؐ کے نام پر

اور اس وقت کا انتظار کرتے رہے جب کہ وہ کسی مذہبی نعرے کی آڑ میں مسلمانان پاکستان کو مشتعل کر کے اپنا سیاسی انتقام لے سکیں اور اس طرح پاکستان کی آزادی کو ختم کرواسکیں۔ موقع مل گیا اور عرصہ سے سوچی ہوئی سکیموں پر عمل در آمد کرنے کا وقت آ گیا۔

اس ناپاک مقصد کے لئے ختم نبوت کے مقدس عقیدہ کو بہانہ بنایا گیا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے فائدہ اٹھا کر ختم نبوت کے نام پر ملک میں ایک تحریک سول نافرمانی کا آغاز کر دیا گیا۔ لوگوں کو قانون شکنی پر ابھارا گیا، انہیں لوٹ مار اور غنڈہ گردی کی تلقین کی اور اس طرح جہاں پاکستان کے امن پسند شہریوں کے جان و مال کے لئے خطرہ پیدا کیا وہاں پر لگے ہاتھوں خود پاکستان کی داخلی آزادی کو معرض خطر میں ڈال دیا ...... پنجاب کی حکومت اور راولپنڈی کے حکام نے ہمیشہ اور ہر حال میں اس تحریک کا احترام کیا۔ اس کا ثبوت اس بات سے مل سکتا ہے کہ صوبہ کے کسی شہر میں بھی اس وقت تک دفعہ ۱۴۴ یا کرفیو کا نفاذ نہیں کیا گیا جب تک کہ انتشار پسند، وطن دشمن، غنڈہ عناصر اور اپنی سیاسی اغراض کے لئے اس تحریک کو آلہ کار بنانے والوں نے پر امن شہریوں کے شہری حقوق کے لئے ایک عظیم خطرہ پیدا نہیں کر دیا۔ حکومت کی فراخ دلانہ پالیسی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر تحریک ختم نبوت کی آڑ میں ..... لوٹ مار اور غنڈہ گردی کی گئی، قانون کا مضحکہ اڑایا گیا جس طرح حکومت کے ملازمین پر قاتلانہ حملے کئے گئے، موٹر لاریوں اور مکانات کو آگ لگا دی گئی اور حکومت کے نظم و نسق میں ایک منظم سازش کے تحت ابتری پیدا کرنے کی کوشش کی گئی"۔

"وہ لوگ جو کل تک پاکستان کے قیام کو غلط سمجھتے تھے اور آج بھی اپنی روش پر قائم ہیں، جو آج بھی غیر ملکی طاقتوں کے آلہ کار بن کر بے مثال قربانیوں کے بعد حاصل کی گئی آزادی کو ختم کروانا چاہتے ہیں، جو ایک مذہبی تحریک کے پردے میں اپنی سیاست کی دوکان چمکانا چاہتے ہیں۔ جنہیں پاکستان سے زیادہ ہندوستان عزیز ہے۔ جو نازک حالات کا فائدہ اٹھا کر لوٹ مار اور غنڈہ گردی کرنا چاہتے ہیں۔ جو پر امن شہریوں کے جان و مال کے لئے ایک عظیم خطرہ ہیں اس موقع کو ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتے تھے انہوں نے ایک مقدس مطالبہ کو سول نافرمانی کی شکل دے دی"۔

"ختم نبوت کی اس نام نہاد تحریک میں مندرجہ ذیل عناصر برسرپیکار ہیں:-

(۱) وہ سادہ لوح مسلمان جو عقیدہ ختم نبوت میں اندھا یقین رکھتے ہیں اور جن کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر ان مولویوں نے اپنے ساتھ لگایا ہوا ہے۔

(۲) وہ لوگ جو اس تحریک کو اپنی سیاسی اغراض کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

(۳) وہ لوگ جو ملک میں بدامنی پھیلا کر لوگوں کو اپنی حکومت سے بدگمان کرنا چاہتے ہیں۔

(۴) وہ لوگ جو اس تحریک کی آڑ میں اپنا سیاسی انتقام لینا چاہتے ہیں۔

(۵) وہ لوگ جو اس بدامنی کا فائدہ اٹھا کر لوٹ مار اور غنڈہ گردی کرنا چاہتے ہیں۔

سب سے پہلے مجھے ان سادہ لوح مسلمانوں سے کچھ کہنا ہے جن کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر ان لوگوں نے اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے۔

میرے بھائیو! عقیدہ ختم نبوت پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ ہماری حکومت کے تمام اراکین اس بات پر متفق ہیں اور ان کا ایمان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آیا ہے اور نہ آئے گا۔ مگر انصاف سے بتایئے، اپنے دلوں کو ٹٹولئے اور کہئے کیا ختم نبوت پر ایمان رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جو اس عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتے ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے؟ انہیں قتل کر دیا جائے اور انہیں نوکریوں سے نکال دیا جائے؟ اس ملک میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علاوہ دوسری قومیں بھی آباد ہیں۔ ان میں ہندو، عیسائی، پارسی اور یہودی بھی ہیں۔ یہ لوگ تو ہمارے پیارے نبیؐ پر ایمان ہی نہیں رکھتے، ختم نبوت تو ایک علیحدہ چیز ہے۔ یہ لوگ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ہی نہیں مانتے۔ کیا صرف اس لئے ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے، ان کے بچوں کو قتل کر دیا جائے، انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے، انہیں نوکریوں سے برطرف کر دیا جائے؟

اور کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے والے اور آپ کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھانے والے بزرگ کون ہیں؟ ان کا مقصد کیا ہے اور وہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ وہ کیا ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں:-

ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس تحریک کو اپنی سیاسی اغراض کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ قوم ان کو دھتکار چکی ہے۔ قوم نے ان کو اعتماد کا اہل نہیں سمجھا اور قوم انہیں نااہل سمجھتی ہے۔ اس لئے یہ لوگ اب آپ کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر اس کھوئی ہوئی شہرت و عظمت کو بحال کرنا چاہتے ہیں جو یہ اپنی نااہلیوں اور نالائقیوں سے کھو چکے ہیں۔

ان کے بعد کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس تحریک کی آڑ لے کر ملک میں بدامنی پھیلا کر لوگوں کو اپنی حکومت سے بدگمان کرنا اور اپنی پارٹی کی حکومت کے لئے رستہ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ آئینی طور پر تمام عمر برسر اقتدار نہیں آ سکتے اور نہ ہی دنیا کے کسی ملک میں آئے ہیں اور اسی لئے تشدد کے حربے استعمال کر کے حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ ان کا اصلی چہرہ شاید آپ کی نظر سے پوشیدہ ہو مگر میں آپ کو نقاب الٹ کر ان کے درشن کرواتا ہوں ۔ یہ ہیں آپ کے دشمن، آپ کے نظام کے دشمن، آپ کے ملک کے دشمن اور اسلام کے دشمن کمیونسٹ۔

یہ اگر خدا کو نہیں مانتے مگر وقت پڑنے پر مذہب کی آڑ لینے میں دریغ نہیں کرتے۔ ظاہر ہے کہ خدا کے نہ ماننے والے کے دل میں ختم نبوت کے عقیدہ سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ مگر یقین جانئے کہ جس مشتعل جلوس نے راولپنڈی شہر کے تھانے پر پتھر برسائے تھے اور جو ہجوم تھانے کو آگ لگانے کی غرض سے آیا تھا اس کی قیادت ایک کمیونسٹ نوجوان کر رہا تھا۔

اس کے بعد آیئے اپنے ان دوست نما دشمنوں کی طرف جو اس تحریک کی آڑ میں اپنا سیاسی انتقام لینا چاہتے ہیں ان میں احراری حضرات قابل ذکر ہیں"۔

"مجلس احرار کے بزرگوں نے جس طرح ہندوؤں کے سرمایہ کے بل بوتے پر مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کی مخالفت کی وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ قیام پاکستان سے قبل بھی مجلس احرار کے لیڈر سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے ختم نبوت کے نعرے کو استعمال کیا کرتے تھے۔ پاکستان کی مخالفت کے لئے بھی ان حضرات نے اسی نعرے کو استعمال کیا اور ایک جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کے مطالبہ کی مخالفت کی۔ اس مقصد کے لئے اس کے لیڈر غیر مسلموں اور مسلمانوں کے دشمنوں سے بھاری رقمیں رشوت کے طور پر وصول کیا کرتے تھے مگر ان کی تمام تر مخالفتوں کے باوجود پاکستان بن گیا۔ پاکستان کی تشکیل کے کافی عرصے بعد تک تو یہ احراری خاموش رہے اور جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ ان کا ماضی بھول گئے ہیں تو پھر دوبارہ ختم نبوت کے سلسلہ کو آڑ بنا لیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو ساتھ ملا کر تحریک سول نافرمانی کا آغاز کر دیا۔ یہ لوگ بڑے عرصے سے ایسے موقع کی تلاش میں تھے۔ یہ موقع مل گیا اور اپنا سیاسی انتقام لینے کے لئے ان بزرگوں نے ملک میں بدامنی شروع کرا دی۔ یہ جب بھی پاکستان کے دشمن تھے اور آج بھی ہیں۔ یہ اس وقت بھی پاکستان کی مخالفت کا صلہ انعام کی صورت میں ہندوؤں سے وصول کیا کرتے تھے اور آج بھی اسی ڈگر پہ چل رہے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مجلس احرار نے دلی طور پر پاکستان کے قیام کو قبول نہیں کیا اور وہ اس حقیقت کو اس طرح ملک میں بدامنی پھیلا کر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ملک میں ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ دشمن طاقتوں کو پاکستان کی آزادی ختم کرنے کا موقع مل جائے"۔

(اعلان حق صفحہ ۳ تا ۱۲، مطبوعہ تعمیر پرنٹنگ پریس راولپنڈی۔

حاصل مطالعہ

(پروفیسر نصراللہ راجہ)

علماء کی وفاداری کس سے ہے؟

نوائے وقت کے مذہبی کالم نگار میاں عبدالرشید اپنے کالم مطبوعہ نوائے وقت مورخہ ۱۴ دسمبر ۹۴ء میں تحریر کرتے ہیں:۔

"خود مسلمانوں کے اندر ان کے اپنے علماء اتحاد کی کوئی صورت نہیں بننے دے رہے۔ بات تلخ ہے، کہنی پڑے گی کہ روایتی مدارس کے پڑھے ہوئے سکہ بند علماء اپنے تنگ نظر تعصبات سے اوپر نہیں اٹھ سکتے۔ ان کی وفاداری اسلام سے کم اور اپنے اپنے فرقہ سے زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں وہ منہ سے کہیں یا نہ کہیں لیکن عملاً اپنے اپنے فرقہ کے سربراہوں کو نبیوں کا درجہ دیتے ہیں، انہیں معصوم سمجھتے ہیں اور ان کی غلطی کو غلطی کہنے کی جرات نہیں کرتے۔ پاکستان میں فرقہ واریت بڑھ جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہر فرقہ اپنے لئے سیاسی بالا دستی چاہتا ہے تاکہ وہ ملک میں اپنا اسلام نافذ کر سکے۔ اس مقصد کے لئے فرقوں پر مبنی سیاسی پارٹیاں وجود میں آ چکی ہیں۔"

* * *

کہاں کا دیں اور کہاں کی دینی تربیت

معروف دینی مضمون نگار ڈاکٹر محمد امین اپنے مضمون "پاکستان میں سیاسی عدم استحکام .... اسباب و علاج" مطبوعہ نوائے وقت ۹ جنوری ۹۵ء میں رقمطراز ہیں:۔

"ہماری دینی قیادت نہ صرف یہ کہ سیاسی میدان ہی میں ناکام ہوئی ہے بلکہ اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ تعلیم و تربیت کے میدان میں ناکام ہوئی ہے وہ نہ تو لوگوں تک دین پہنچا سکی ہے، نہ دینی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت کر سکی ہے اور نہ بدقسمتی سے ان کے لئے کوئی اچھا اخلاقی نمونہ پیش کر سکی ہے اسے تو معمولی فروعی اختلافات سے ہی چھٹکارا نہیں مل سکا اور نہ ہی اسے اپنے ارکان کو داخلی اور خارجی سیاسی گرگوں کی قوت خرید میں مزاحم ہونے کی تربیت دینے کا حوصلہ ہوا ہے۔ لہٰذا کہاں کا دین اور کہاں کی دینی تربیت؟ بس پاپی پیٹ کا دھندا ہے کہ روٹی تو بہتر طور کما کھائے مچھندر۔ یہ زوال دراصل علم و عرفان کا زوال ہے۔ یہ تربیت و تزکیئے کا زوال ہے۔ کیا ہمارے دینی بزرجمہروں کو ابھی تک پتہ نہیں چلا کہ مدرسہ و خانقاہ کا پرانا ڈھب جو ماضی میں کبھی موثر ہوا کرتا تھا اور امت کے عوام و خاص کے تعلیم و تزکیئے کی ضمانت ہوتا تھا، وہ عرصہ ہوا غیر موثر ہو چکا ہے۔ اب نیا زمانہ ہے، اب اجتہاد کر کے نئے ادارے بنانے ہوں گے لیکن تقلید کا خمار ہماری دینی قیادت کے سر سے اترتا ہی نہیں۔"

* * *

سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد کا اندرونہ و بیرونہ

ملک کے کہنہ مشق صحافی اور دانشور عبداللہ ملک اپنے مضمون "پنجاب اور فرقہ واریت" مطبوعہ نوائے وقت ۲۵ ستمبر ۹۴ء میں تحریر کرتے ہیں:۔

"اس دور کی سب سے اہم اور سٹریٹ فورس کا مظاہرہ کرنے والی جماعت "سپاہ صحابہ" کی جماعت ہے گو اس کا نام آل پاکستان سپاہ صحابہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا پورا زور پنجاب ہی میں ہے اب اس جماعت کو لیجئے۔ آج سے بیس پچیس برس پہلے اس جماعت کا کوئی وجود نہیں تھا لیکن آج یہ جماعت ہڑتالیں بھی کروا لیتی ہے، کلاشنکوف بھی استعمال کرنے کی اہل ہے اور جب چاہے لاء اینڈ آرڈر کو درہم برہم کرنے کا یارا بھی رکھتی ہے۔ اس کے مقابلے میں اب شیعوں کی جماعت سپاہ محمد بھی وجود میں آ گئی ہے یہ سپاہ محمد رسول اللہؐ کے اسم مبارک پر نہیں رکھی گئی بلکہ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے محمد کے نام پر بنائی گئی ہے کیونکہ شیعہ حضرات کے مطابق حضرت عثمانؓ کے حکومت کے آخری ایام میں جب ان کے مخالفین نے مدینہ کا محاصرہ کر کے ان کے مکان پر یلغار کی تو جن لوگوں نے ان کی ریش مبارک پر ہاتھ ڈالا ان میں محمد بن ابوبکر بھی تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے محمد بن ابوبکر کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو انہوں نے بلند آواز سے کہا تم بھی محمد ان کے ساتھ ہو تو پھر محمد پیچھے ہٹ گئے، بہرحال اس واقعہ کی وساطت سے شیعہ حضرات نے سپاہ صحابہ کے مقابلہ میں سپاہ محمد منظم کر کے ایک قسم کا تاریخی انتشار بڑھا کر فرقہ واریت کو مزید بڑھاوا دینے کی کوشش کی ہے۔"

* * *

0181 682 3100
BERKELEY PROPERTY SERVICES
58 TRINITY ROAD LONDON SW17 7RH
Residential Sales
Letting & Management
(Fax: 0181 682 3900)

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

جنگ عظیم دوم کی پچاسویں برسی پر

۱۹۴۵ء میں جنگ عظیم کے خاتمہ پر مسولینی تو اٹلی کے عوام کے ہتھے چڑھ گیا تھا جنہوں نے اسے پھانسی دے کر اس کی گولیوں سے چھلنی لاش کو ایک چوک میں نمائش کے لئے لٹکا دیا تھا۔ لیکن ہٹلر زیادہ چالاک نکلا اور کسی کے ہتھے نہ چڑھ سکا، حتیٰ کہ اس کے جسم کی ہڈیاں تک بھی نہ مل سکیں۔ نومبر ۱۹۴۵ء میں ایک برطانوی ٹیم نے فیصلہ دیا کہ ہٹلر کی موت یقینی ہے۔ لیکن روسی رپورٹیں مختلف اوقات میں مختلف نظریات پیش کرتی رہیں اور بالآخر فروری ۱۹۴۶ء میں روسیوں نے بھی برطانوی رپورٹ کی تصدیق کر دی۔ لیکن روس کی آخری رپورٹ کی تفصیلات کے۔ جی۔ بی۔ (K.G.B.) کے قبضے میں رہیں اور اب روسی سلطنت کے زوال کے بعد منظر عام پر آ سکیں۔ ان کے مطابق روسی ہٹلر کی ہڈیاں تلاش کر کے مئی ۱۹۴۵ء میں ہی انہیں ماسکو لے گئے تھے۔ ہٹلر کے دانت اس کی باقی ہڈیوں سے الگ کر لئے گئے تھے کیونکہ انہی سے اس کی صحیح شناخت ممکن تھی۔ باقی ہڈیوں کو مشرقی جرمنی میں دفن کر دیا گیا لیکن ۱۹۷۰ء میں انہیں دوبارہ نکال کر جلا دیا گیا تھا۔ مگر جرمن تاریخ دان Anton کو روسیوں کی اس رپورٹ سے اختلاف ہے کیونکہ روسیوں کے برلن میں پہنچنے سے قبل ہی اتحادیوں کی بے پناہ گولہ باری سے ہٹلر کی لاش کا نام و نشان تک ختم ہو چکا تھا۔ اور اگر روسیوں کے پاس ہٹلر کے دانت ابھی تک موجود ہیں تو وہی ہٹلر کے جسم کا واحد حصہ ہے جو اب تک محفوظ ہے۔

لیکن میرے خیال میں ہٹلر کی موت والی ساری Theories بالکل غلط ہیں کیونکہ اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہٹلر کی اولاد ابھی تک زندہ ہے جو اپنے باپ کی وراثت کو بصد احترام زندہ رکھے ہوئے ہے۔ ہٹلر کی وراثت یعنی نسل پرستی، نسلی صفائی (Ethnic Cleansing) اور بے گناہ مردوں، عورتوں اور بچوں کی ہڈیوں کے پہاڑ بنانے پر مشتمل ہے اور یہ سب کام ہٹلر کی ہونہار اولاد برابر جاری رکھے ہوئے ہے۔ فرق صرف اسی قدر ہے کہ "ہٹلر باپ" زیادہ تر یہودیوں کے پیچھے پڑا رہا جبکہ "ہٹلر بیٹے" اپنے باپ کی روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے ویت نام، کمبوڈیا، لاؤس، عراق، روانڈا، چیچنیا اور بوزنیا جیسے دور دراز ممالک تک اپنے باپ کی مقدس وراثت کو پھیلا کر "باپ" کی روحانی تسکین کا موجب ہو رہے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہٹلر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھا تھا اور بھیس بدل بدل کر وہ مختلف ممالک میں گھومتا پھرتا رہا۔ جہاں اس نے کئی ایک شادیاں بھی کیں جن سے جانسن، میکارتھر، بش، بوتھا، موشے، سٹالن، ماؤ، سلوبوڈان اور روڈووان وغیرہ پیدا ہوئے جنہوں نے نہ صرف اپنے باپ کا نام روشن رکھا بلکہ دنیا کی باقی ماندہ اقوام سے شادیاں کر کے ان میں بھی صدام، خومنی اور ضیاء الحق وغیرہ جیسے نامور سپوتوں کو جنم دیا اور دنیا کا حلیہ بدل کر رکھ دیا۔ کسی نے لاکھوں انسان شکار کئے اور کسی نے کروڑوں۔ جانسن اور میکارتھر کا سکور ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ بش کا ۲۰ لاکھ کے قریب، بوتھا کا چند لاکھ، موشے کا سکور بھی لاکھوں میں ہے۔ سٹالن کا شاید ایک کروڑ سے بھی زیادہ۔ سلوبوڈان اور روڈووان کا کئی لاکھ۔ ماؤ کا تین لاکھ کے قریب، صدام، خومنی اور ضیاء الحق کا مشترکہ سکور بھی ۱۰ لاکھ سے متجاوز ہے۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔

مزے کی بات تو یہ ہے کہ یہ سب Hitler Juniors کام تو اپنے باپ سے کہیں بڑھ کر کر رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس وہ وہ ہتھیار ہیں جو "ہٹلر باپ" کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ گائیڈڈ اسلحہ کے علاوہ ان کے پاس انفریشن انڈسٹری انٹر نیٹس (Internets)، مصنوعی سیارے، کمپیوٹرز اور دیگر لوازمات کی سہولیات بھی موجود ہیں۔ لیکن یہ ہونہار جونئر ہٹلر خود کوئی Credit نہیں لینا چاہتے اور سارے کا سارا کریڈٹ اپنے "ہٹلر باپ" کی طرف منتقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہر سال ہٹلر جونئر کی برسی منا کر پورے سال کا کریڈٹ مرحوم کو بخش دیتے ہیں۔

پچاسویں سالگرہ ہمیشہ ایک مخصوص اہمیت کی حامل ہوا کرتی ہے۔ جسے شاید گولڈن جوبلی بھی کہا جاتا ہے۔ آج کل Hitlerism کی گولڈن جوبلی منائی جا رہی ہے جس کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ بوزنیا میں سربوں کی نسلی صفائی کی مہم جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف شروع کر رکھی ہے، کا کریڈٹ بھی سربوں، روسیوں اور مغرب کی جھولیوں میں ڈالنے کی بجائے اسے باپ کی جھولی میں ڈالا جا رہا ہے گویا یہ کہا جا رہا ہے کہ سرب، روسی اور مغربی بھلا کیا چیزیں ہیں جو اتنی بڑی Ethnic Cleansing کر سکتیں۔ یہ تو ان کے مر کے جی اٹھنے والے Hitler Senior کا کمال ہے کہ اس نے اپنی اولاد کو یہ توفیق بخشی۔ روسی بھی یہی کہتے معلوم دیتے ہیں کہ کہاں وہ اور کہاں چیچنیا کی نسلی صفائی۔ یہ تو ان کے مرحوم باپ کی وراثت ہے جس نے انہیں یہ کارنامہ سرانجام دینے کی ہمت عطا کی ہے۔

ماسکو میں جان میجر، متراں اور کوہل، اپنے بھائی یلسن سے ملنے گئے۔ کلنٹن صاحب فرما رہے ہیں، بھائی یلسن تم تو خواہ مخواہ چیچنیا پر خوش ہو رہے ہو ہم نے عراق پر جو کارپٹ بمبنگ Carpet Bombing کی تھی اور پھر عراق کی خوراک اور ادویات کی سپلائی بند کر کے اب تک ہم ہٹلر اعظم کے فضل و کرم سے ۲۰ لاکھ سے زیادہ عراقی بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو ختم کر چکے ہیں۔ اس سے قبل ہم یہی کام ویٹ نام، کمبوڈیا، لاؤس اور کوریا میں بھی کر چکے ہیں۔ اور عنقریب ایران، شام، لیبیا اور پاکستان میں بھی باری باری کروانے والے ہیں۔ ذرا ہمارے کارنامے تو دیکھو تم کس باغ کی مولی ہو۔ اسی طرح جان میجر، متراں اور کوہل کہتے سنائی دے رہے ہیں، بھائی یلسن ہماری آنکھ ذرا دیر سے کھلی۔ ہم اس پر معذرت خواہ ہیں۔ لیکن ہم نے عراق بوزنیا اور چیچنیا میں جو کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں وہ بھی کوئی معمولی کردار نہیں ہے۔ ہم نے بوزنیا کو گھیر گھار کر سلوبوڈان Slobodan اور روڈووان Rodo-van کے سپرد کر رکھا ہے ورنہ سلوبوڈان اور روڈووان یہ نسلی صفائی اس خوبی سے انجام نہ دے سکتے۔ پھر ہم نے ساری دنیا کو مطلع کر دیا ہے کہ چیچنیا روس کا ذاتی معاملہ ہے۔ یہ روسی ریچھ کی اپنی مرضی ہے کہ وہ چاہے تو انڈے دے اور چاہے تو بچے دے۔ کسی کو روسی داخلی معاملات میں دخل اندازی کا حق حاصل نہیں ہے۔ بھائی یلسن آپ کو اور کیا چاہئے۔ اسلحے کے پہاڑ تو تمہارے پاس جوں کے توں موجود ہیں۔ تمہیں تو صرف اخلاقی مدد چاہئے تھی سو وہ ہم نے مہیا کر دی۔

مارے اور نہ رونے دے تو
تھپکے اور نہ سونے دے تو

انکل مغرب (Uncle West) کی سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ جسے مارتا ہے اسے رونے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی نافرمانی کا مرتکب ہو کر روتا بھی ہے تو پریس اور انفارمیشن اس کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ اور اقوام متحدہ تو شروع روز ہی سے مغرب کی Veto لونڈی رہی ہے۔ اس کی کیا مجال کہ وہ کسی کو رونے کی اجازت دے سکے۔ بلکہ انکل ویسٹ تو اور بھی بے مثال خوبیوں کے مالک ہیں۔ وہ مارتے ہیں ساتھ تھپکاتے بھی تو ہیں اور سونے اس لئے نہیں دیتے کہ مضروب مار کے ساتھ ساتھ کہیں ڈراؤنے خواب ہی نہ دیکھنے شروع کر دے اور اس کی صحت پر برا اثر نہ پڑنے پائے۔

رہی مغرب کی دہشت گردی۔ تو وہ تو درحقیقت Extreme Rightism ہے۔ White Supremecy ہے۔ یا پھر محض Paranoia وغیرہ ہے۔ ہاں البتہ اگر مسلمان فرد یا حکومت کوئی غلطی کرے تو وہ Islamic Extremism ہے جس کا تعلق اسلام اور قرآن سے ہے۔ عیسائی افراد اور ممالک کے جرائم کا بھلا عیسائیت اور بائبل سے کیا تعلق ہے۔ کیا دنیا کو علم نہیں ہے کہ Western Words Mean What the West wants them to mean۔ مغرب کی معصومیت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

۸ مئی کا دوسرا رخ

اسلام کی دفاعی جنگیں، جن کا ذکر کرتے کرتے مغرب کی زبان خشک ہو رہی ہے اور مغرب کی جنگوں میں ایک نمایاں فرق ہے۔ اسلامی جنگوں میں بوڑھوں، عورتوں، بچوں اور دیگر Non Combatants کا قتل منع ہے۔ مذہبی اداروں کا تحفظ ضروری ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ فصلوں اور جانوروں کو نقصان پہنچانا جرم ہے اور قیدیوں سے بدسلوکی حرام ہے۔ جبکہ مغربی جنگوں میں یہ سب کچھ فرض کی حدوں تک ضروری ہے۔ اسی طرح اسلامی جنگوں کے اختتام کے متعلق حکم ہے کہ "لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا" یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل و انصاف کرنے سے نہ روکے لیکن مغربی مہمات میں دشمن پر فتح حاصل کرنے کے بعد انتقام لینا ضروری ہے۔

۸ مئی کو صرف اتحادیوں کی فتح کے طور پر منایا جاتا ہے حالانکہ ۸ مئی کو جرمنوں اور ان کے اتحادیوں سے بدلے لینے کا دور شروع ہو چکا تھا۔ ہٹلر کی نسلی صفائی صرف ۲۰ لاکھ یہودیوں تک ہی محدود رہی تھی۔ لیکن اتحادیوں نے ۸ مئی کے بعد جرمنوں کی جو نسلی صفائی کی اس کا دائرہ ایک کروڑ پچاس لاکھ جرمنوں پر پھیلا ہوا تھا۔ لیتھونیا، پولینڈ، چیکوسلاواکیا، ہنگری، رومانیہ، سلووینیا، آسٹریا، اور کروشیا وغیرہ میں اتحادیوں نے جرمنوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو جرمن یہودیوں کے ساتھ کر چکے تھے۔

(نیوزویک ۸ مئی ۱۹۹۵ء)۔

جس طرح جنگ عظیم اول کے فوراً بعد اتحادیوں نے جنگ عظیم دوم کی بنیاد رکھ دی تھی اسی طرح جنگ عظیم دوم کے بعد جنگ عظیم سوم کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ جنگ کے پچاس سال بعد بھی جرمنوں کو ذلیل اور شرمندہ کیا جا رہا ہے۔ مثلاً جرمنی عراق کی جنگ میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا تو اسے جرمنوں کی تاریخ یاد دلوا کر تعاون پر مجبور کیا گیا۔ جرمنی بوزنیا کے معاملے میں مغرب کا ساتھ نہیں دینا چاہتا تھا لیکن اسے طعنے دے کر کہ تم تو ہمیشہ مغربی ہوتے ہوئے بھی مغرب کے دشمن رہے ہو مغرب کا ساتھ دینے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح فرانسیسی جرمن کو شمالی افریقہ میں مغرب کی اسلام دشمنی میں شامل کرنے کے لئے تاریخی طعنے دے رہے ہیں اور جرمنی یورپین یونین میں خود کو قابل اعتماد فریق منوانے کے لئے مغرب کی تمام سازشوں میں شریک ہونے پر مجبور ہے۔ اس کے رد عمل کے طور پر جرمنی میں ایسی تحریکیں جنم لے رہی ہیں جو اس لعن طعن کا بدلہ لینا چاہتی ہیں۔ مثلاً:

(۱) جرمنی کے ۳۰۰ سرکردہ افراد نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ۸ مئی کو صرف اتحادیوں کی فتح کے طور پر نہ منایا جائے بلکہ جنگ کے اختتام پر جرمنوں پر جو مظالم ڈھائے گئے ان کا تذکرہ بھی کیا جایا کرے۔

(۲) جرمنی کے رومن کیتھولک پادری یہ اعلان کر رہے ہیں کہ جرمنوں کے مظالم کے ساتھ ساتھ جرمنوں پر مظالم کا ذکر نہ کر کے تاریخ مسخ کی جا رہی ہے۔

(۳) ۱۰۵ جرمن مفکروں نے حال ہی میں حکومت سے تحریری مطالبہ کیا ہے کہ وہ Czech جنگ کے بعد جرمنوں پر مظالم کرنے اور انہیں ان کے گھروں سے نکالنے کے امور پر براہ راست جرمن Exiles سے بات چیت کرے اور ان کے نقصانات کی تلافی کرے۔

(۴) پولش (Polish) سکالر Artur کا کہنا ہے کہ جرمن اور پول دونوں تاریخ کو مسخ کر رہے ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ تاریخ کو درست کریں۔

(۵) جرمن چیک بارڈر پر واقع شہر Cheb میں حال ہی میں ایک نمائش لگائی گئی جس میں جرمنوں کے مظالم اور جرمنوں پر مظالم دونوں کو اکٹھا پیش کیا گیا۔

بھلا ہو روسیوں کا

تیسری جنگ عظیم صرف اس لئے ملتوی ہوتی جا رہی ہے کہ جرمنی کی شکست کے چند دن بعد ہی روس نے پر

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

جرمنی سے انگلستان کا سفر

بذریعہ جہاز، بس، فیری اور ریل کی شٹل سروس میں مع کار سمندر کراس کرنے کے لئے معلومات اور ٹکٹ کی خرید کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Goldwing
Baseler Platz 5 (Near Station)
60329 Frankfurt Main
Tel: 069-232423, 235494

الفضل ڈائجسٹ

(تلخیص و ترتیب: محمود احمد ملک)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی مختلف شاخوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے اتنی تعداد میں اخبارات و رسائل شائع کئے جارہے ہیں کہ ان کے مضامین کا مختصر تعارف بھی اس کالم میں ممکن نہیں ہے اسلئے کوشش یہی ہوتی ہے کہ موصول ہونے والے جرائد میں سے صرف اہم مضامین اور خبروں کو اس طرح پیش کیا جائے کہ مضمون کے تمام تر پہلوؤں پر ہمارے قاری کی نظر پہنچ سکے اور اگر دلچسپی ہو تو براہ راست استفادہ کیاجاسکے۔ آج کے کالم میں روزنامہ "الفضل" ربوہ کے چند شماروں خاص خاص باتیں پیش ہیں۔

★★ ۱۵ مئی کے پرچہ میں حضرت حافظ معین الدینؓ کے بارے میں حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ حضرت حافظؓ صاحب نابینا تھے اور چودہ پندرہ سال کی عمر میں جب انکی حالت نہایت سقیم تھی تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ جو ابھی گوشہ گمنامی کے دور میں تھے، انہیں بلاکر لے گئے، کھانا کھلایا اور فرمایا "حافظ تو میرے پاس رہا کر"۔ حافظ صاحب کے لئے یہ دعوت غیر متوقع تھی نیز اپنی معذوری کا احساس بھی تھا چنانچہ عرض کیا "مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا"۔ فرمایا "حافظ، کام تم نے کیا کرنا ہے۔ اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے اور تو قرآن کریم یاد کیا کر"۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ نماز باجماعت کا انتظام ہوجائے۔

حضرت حافظ صاحب کی ضروریات زندگی بہت مختصر تھیں۔ ایام عسر میں جب حضرت اقدسؑ فرماتے "حافظ یہ تھوڑے دن ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھ سے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں اور اسکی طرف سے بڑی بڑی برکتیں آئیں گی"۔ حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ ان باتوں کو سن کر میں کبھی تعجب نہیں کرتا تھا البتہ عرض کرتا "مرزا جی جو فضل اور نعمت اب ملی ہے یہ کیا کم ہے، پھر جب بہت سے لوگ آ جائیں گے تو میں کہاں رہوں گا"۔ حضورؑ فرمایا کرتے "حافظ تو میرے پاس ہی رہے گا"۔ چنانچہ جب وہ زمانہ آیا تو پھر بھی حافظ صاحب اسی مقام پر رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خوانکے زہد و قناعت کے متعلق بارہا فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات حافظ معین الدین نے توت کے پتوں پر گزارا کرلیا اور سوال نہیں کیا۔

★★ ۱۷ مئی کی "الفضل" ربوہ کی اشاعت میں محترم شیخ رحمت اللہ صاحب اپنے ایک مختصر تعارفی مضمون میں ذکر کرتے ہیں کہ محترم شیخ اعجاز احمد صاحب ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے ساتھ سال کی عمر میں قادیان تشریف لے جاکر حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کی اور حضرت اقدس کی گود میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا، باقاعدہ بیعت ۱۹۳۰ء میں کی۔ بچپن سے علامہ اقبال نے ان کی تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لی ہوئی تھی اس لئے ساری عمر ان کو علامہ کا قرب میسر رہا۔ لاہور سے قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انکم ٹیکس کے محکمہ میں ملازمت کی لیکن ماحول پسند نہ آیا اسلئے وکالت شروع کی۔ پھر حکومت پنجاب کے سب جج مقرر ہوئے جہاں سے دھلی کے سب جج کے طور پر تبادلہ ہوا اور پھر تبادلہ حکومت ہند کے محکمہ خوراک و زراعت میں ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد اسی وزارت میں کام کیا اور سیکرٹری کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد یو۔این۔او کے محکمہ خوراک میں ملازمت کی۔ محترم شیخ صاحب کی یادداشت بہت عمدہ تھی۔ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب سے دوستی تھی اور آپ نے ان کی کتاب "تحدیث نعمت" کی ایڈیٹنگ بھی کی۔ ضرورت مندوں کی امداد کے لئے حضرت چودھری صاحب کے ٹرسٹ کے آپ سربراہ بھی تھے۔ آپ نے "مظلوم اقبال" کے نام سے ایک کتاب بھی تحریر کی جس میں علامہ اقبال کی زندگی کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

★★ حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالویؓ کے حالات زندگی، جو ان کے بیٹے محترم حافظ قدرت اللہ صاحب نے تحریر کئے تھے، سے کچھ حصہ "الفضل" ربوہ کی ۲۰ مئی کی اشاعت میں شامل ہے۔ حضرت مولوی صاحب محکمہ انہار میں ملازم رہے اور ہمیشہ تکریم کی نگاہ سے دیکھے گئے کہ رشوت کے سلسلہ میں بدنام محکمہ میں ملازمت کے باوجود آپ نے کبھی رشوت نہیں لی اور محکمہ کے رسالہ نے ایک بار یہ ذکر کیا کہ محکمہ کو اپنے دو ملازمین پر فخر ہے جو امانت اور دیانت میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ ان میں سے ایک حضرت مولوی عبداللہ بوتالویؓ تھے۔ آپ جماعت سرگودھا شہر کے صدر اور بعد ازاں امیر بھی رہے۔

★★ اسی اشاعت میں مکرم شفقت محمود طاہر صاحب کا بھی ذکر خیر ہوا ہے۔ مرحوم جماعتی خدمات میں مستعد اور اخلاص کے ساتھ وقف تھے۔ خدمت خلق اور وقار عمل کے کاموں میں خندہ پیشانی سے شامل ہوتے اور دعوت الی اللہ کے مواقع تلاش کرتے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

★★ جماعت احمدیہ آسٹریلیا ماہنامہ "الھدیٰ" شائع کرتی ہے جس کا مئی کا شمارہ موصول ہوا ہے۔ انگریزی زبان میں شائع ہونے والے ۱۷ صفحات کے رسالے کے سرورق پر احمدیہ مسجد بیت الھدیٰ کی تصویر ہے۔ اندرونی صفحات میں "اسلام میں مذہبی رواداری" کے موضوع پر ڈاکٹر عمر شہاب صاحب کی وہ تقریر پیش کی گئی ہے جو انہوں نے 4th Religious Founders Day کے موقع پر ۲۶ مارچ کو بیت الھدیٰ میں کی تھی۔ اس تقریر میں مذہب میں عدم جبر، اسلامی تاریخ سے رواداری کی بعض مثالیں، اس کے علاوہ ارتداد، توہین رسالت، منافقت، جہاد، معاشرتی تعلقات اور دیگر مذاہب کا احترام وغیرہ کے موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس تقریب میں زرتشتی، بدھ، ہندو، سکھ، یہودی اور عیسائی نمائندوں نے بھی شرکت کی جبکہ کل حاضری ۲۵۰ تھی۔

اس رسالے میں جماعت آسٹریلیا کی سالانہ مجلس شوریٰ کی روداد بھی شائع ہوئی ہے جس میں ۲۳ نمائندگان شامل ہوئے۔ اسی طرح یوم مسیح موعودؑ اور یوم مصلح موعودؓ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کی کاروائی کی رپورٹس بھی شائع ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ سڈنی کے کثیرالاشاعت اخبار روزنامہ "ٹیلیگراف مرر" کی ۱۰ اپریل کی اشاعت سے ایک عکس دیا گیا ہے جس میں محترم چودھری ریاض احمد شہید کی شہادت کی تفصیلات شائع ہوئی ہیں۔

★★ جماعت احمدیہ امریکہ کا انگریزی ماہنامہ "النصیر" برائے جون، میں بھی سب سے پہلے شب قدر (پاکستان) میں ہونے والی ظالمانہ شہادت کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ چند مختصر مضامین بعنوان "امام وقت پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے"، "اصحاب کہف" اور "نجات کے بارے میں قرآنی تعلیم" شامل ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "کشتی نوح" کا تعارف ہے۔ چند جماعتی اعلانات ہیں اور ایک رنگین تصویر ہے جس میں ماہانہ اجلاس کے بعد احباب جماعت بیت النصیر کے ملحقہ سبزہ زار میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ مختصر سے پرچہ میں یہ ایک عمدہ پیشکش ہے۔

●●●●●●

عکس نما

پرزے نکالنے شروع کر دئے تھے اور مغرب کو احساس ہو گیا تھا کہ روس ان کا اتحادی نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد آدھے یورپ پر قبضہ کرنا تھا جو اس نے کر لیا۔ چنانچہ مغرب نے فی الفور Marshal Plan کے ذریعے جرمنی کی تعمیر نو پر اس لئے کام شروع کر دیا تاکہ روس کمزور مغربی جرمنی کو ہڑپ کر کے فرانس اور برطانیہ کی طرف نہ بڑھ سکے۔ اس سے مغرب کو فائدہ یہ ہوا کہ جرمنی ایک اقتصادی طاقت بن کر نیٹو کی مدد سے روس کا نوالہ بننے سے بچ گیا اور اس کے ساتھ دیگر مغربی ممالک کی سرحدیں بھی محفوظ ہو گئیں۔

تیسری جنگ عظیم کے آثار

۱۹۸۹ء سے روس پھر سے مغرب کا دوست بن چکا ہے۔ اس کا تمام ترایٹمی اسلحہ محفوظ ہے۔ نیم آزاد شدہ وسطی ایشیائی مسلمان ریاستیں C.I.S کے حوالے سے روس کی دولت مشترکہ کی رکن ہیں۔ روس کی فوجیں ابھی تک ان علاقوں میں موجود ہیں اور روس بڑے بھائی (Big Brother) کا کردار ادا کر رہا ہے۔ سابقہ روسی سلطنت دو نظاموں کے درمیان پھنس کر رہ گئی ہے۔ اشتراکی نظام میں روٹی، مکان، تعلیم اور صحت وغیرہ حکومت کی ذمہ داریاں تھیں جن سے عوام اب محروم ہو چکے ہیں۔ سرمایہ داری نظام کی مشکلات کے لئے وہ ذہنی طور پر تیار نہیں ہیں۔ جرائم خطرناک حد تک پہنچ چکے ہیں۔ لاقانونیت ترقی کر رہی ہے۔ روس اپنے سپر پاور Status کو بحال رکھنا چاہتا ہے۔ اس بحالی کے راستے میں صرف اقتصادیات حائل ہیں۔ اقتصادیات کا نظام بحال ہوتے ہی روس دوبارہ مغرب کے لئے خطرات پیدا کر سکتا ہے۔

اس کی نشان دہی اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ روس مغرب پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ مشرقی یورپ کی سابقہ روسی ریاستوں کو نیٹو (NATO) میں شامل نہ کیا جائے اور انہیں بدستور روس کے حلقہ اثر (Sphere of Influence) میں شامل سمجھا جائے۔ مغرب وسط ایشیائی اسلامی ممالک کو تو روس کے حلقہ اثر میں شامل رکھنے پر رضامند ہے لیکن مشرقی یورپ اور بالٹک کو نہیں۔ گویا کہ ایک نئی سرد جنگ کا آغاز ہو چکا ہے جو وقت آنے پر گرم جنگ میں بھی بدل سکتی ہے۔

مغرب یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ روس ہمیشہ کے لئے مغرب کا مطیع و فرمانبردار بن چکا ہے حالانکہ روس کی پوری تاریخ اس مفروضے کو جھٹلا رہی ہے۔ روس کا خمیر ہی مغرب سے مختلف ہے۔ وہ تو گورباچوف کی دانش مندی تھی کہ اس نے اقتصادی طور پر کھوکھلی سپر پاور کو اقتصادی طور پر مضبوط کرنے کے لئے اتنا بڑا قدم اٹھایا جس سے بظاہر روس اپنا سپر پاور Status کھو بیٹھا۔ لیکن درحقیقت روس اب بھی سپر پاور ہے اور اگر چاہے تو مغرب پر اچانک ایٹمی حملہ کر کے اسے نیست و نابود کر سکتا ہے۔ دوست نما دشمن کے لئے دشمن کو تباہ کرنا بے حد آسان ہوتا ہے۔ اگر روسی حکومت نہ بھی چاہے تب بھی باغی فوج کا ایک چھوٹا سا دستہ جو ایٹمی ہتھیاروں کے پہرے پر مامور ہو راتوں رات ان ہتھیاروں کا مونہہ پھیر کر دنیا کا نقشہ بدلنے کی اہلیت رکھتا ہے اور مغرب اس خطرے سے اسی طرح بے خبر ہے جس طرح سعودی عرب اور کویت اربوں ڈالر خرچ کر کے امریکہ کو بلا کر اپنے گھر اس کے حوالے کر چکے ہیں۔ مغرب بھی روس کو کھربوں ڈالر دے رہا ہے اور اسے اس قابل بنا رہا ہے کہ وہ دوبارہ مغرب کو آنکھیں نہ دکھا سکے۔

تیسری جنگ عظیم کا خطرہ نہ صرف کم نہیں ہوا بلکہ پہلے سے بھی بڑھ چکا ہے۔ اور اس کی اصل وجوہات اسلام کے جنگی قوانین کے برعکس مغرب کے اپنے تراشیدہ جنگی اصول ہیں۔ جن میں عدل و انصاف کے پہلو کا فقدان ہے۔ جب تک یہ صورت حال تبدیل نہیں ہوگی مغربی جنگیں بجے جنتی رہیں گی۔

موصیان کرام سے گزارش

رہائش کی تبدیلی کی وجہ سے اپنے نئے ایڈریس سے مقامی جماعت اور دفتر وصیت کو فوری آگاہ رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ایسے موصیان جو پاکستان سے بیرون ملک آئے ہیں فوری طور پر دفتر وصیت کو اپنے نئے ایڈریس سے آگاہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز - ربوہ)

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

مکتوب آسٹریلیا
دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

تین کروڑ سال سے خوابیدہ جراثیم حیات نو پاگئے

ایک خبر کے مطابق تیس ملین سالوں سے خوابیدہ (Dormant) چلے آنے والے جراثیم سائنس دانوں کی کوشش سے نئی زندگی پاگئے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ میکسیکو اور ڈومی نیکن ریپبلک (Maxico and Dominican Republic) میں کھدائی کے دوران بعض چٹانوں میں عنبر (Amber) کے درخت دبے پڑے ملے ہیں ان چٹانوں کی عمر پچیس تا چالیس ملین سال خیال کی جاتی ہے۔ سائنس دانوں نے عنبر کے ٹکڑے ان چٹانوں سے چن کر باہر نکال لئے۔ ان کے نزدیک وہ ہیرے جواہرات سے بھی زیادہ قیمتی تھے کیونکہ ان کے اندر کیڑے، مکوڑے، مینڈک اور دوسرا حیاتیاتی مادہ منجمد اور محفوظ حالت میں مل جاتا ہے جن کے معائنہ سے اس عرصے کا اندازہ لگایا جاتا ہے کہ جب وہ زمین پر رہا کرتے تھے۔ یہ جاندار گویا "ٹائم کیپسول" ہیں جن کے اندر وقت کا اندازہ بتانے والی گھڑیاں بند ہیں۔

بہرحال انہیں کیڑے مکوڑوں میں کچھ شہد کی مکھیاں بھی خوابیدہ اور بظاہر مردہ حالت میں ملیں۔ ان مکھیوں کے پیٹ جب کھولے گئے تو ان کے اندر کچھ جراثیم بھی منجمد اور نیم خوابیدہ حالت میں پڑے مل گئے۔ یہ حیران کن امر تھا کیونکہ نامیاتی جسموں (Living O-rganisms) کے لئے زندگی برقرار رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بھوک پیاس، گرمی سردی، کیمیائی اشیاء اور اینزائم (Enzymes) کے حملے دوسرے جراثیم کے حملے۔ پھر آکسیجن کے ساتھ مل کر نئے مرکبات کی تشکیل اور توڑ پھوڑ ان کے اجسام کو قائم نہیں رہنے دیتے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جراثیم میں قائم رہنے کی بعض مخفی صلاحیتیں بھی ودیعت کی ہوتی ہیں۔ یعنی یہ کہ مخالف حالات میں وہ اپنے آپ کو پروٹین کی موٹی تہوں کے نیچے چھپا لیتے ہیں اور اپنا Matabolism بند کر دیتے ہیں۔ یعنی جسم کے اندر جو کیمیاوی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں جن سے زندگی قائم رہتی ہے وہ عمل معطل کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک طرح کے نباتاتی تخمک (Spores) بن جاتے ہیں اور اس طرح خشکی، گرمی، سردی وغیرہ کے اثرات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں اور اس خوابیدہ (Dormant) حالت میں ایک لمبا عرصہ اپنی زندگی کا بیج برقرار رکھ سکتے ہیں۔ سائنس دان پہلے بھی اس طرح کی Spores کو تری بہم پہنچا کر یعنی Rehydrate کر کے اور Cu-lture کر کے صدیوں سے خوابیدہ جراثیم کو از سرنو زندہ کر چکے ہیں۔ لیکن یہ بات کہ خوابیدہ رہنے کا عرصہ کروڑوں سالوں پر بھی محیط ہو سکتا ہے اس کا انہیں پہلے علم نہ تھا بلکہ اب بھی اکثروں کو اس میں شبہ ہے لیکن کیلی فورنیا پالی ٹیکنیک سٹیٹ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر رال کانو (Dr. Raul Cano) کا تجربہ بتاتا ہے کہ ایسا ممکن ہے اور انہوں نے چٹان میں سے عنبر کے ٹکڑے نکال کر اس میں سے منجمد شہد کی مکھی حاصل کر کے اور اس کے پیٹ میں سے خوابیدہ جراثیم نکال کر انہیں پانی، غذا، مناسب ماحول کی مدد سے از سرنو زندہ کر دیا ہے اور زندگی جو بیج کی صورت میں اپنی خواب گاہ میں سوئی پڑی تھی وہ حیات نو پاگئی ہے۔ چونکہ اتنے پرانے جراثیم جو کروڑوں سال کے ارتقائی دور سے پہلے کے ہیں دنیا کی صحت کے لئے خطرہ بھی پیدا کر سکتے ہیں لہذا انہیں بڑی حفاظت سے لیبارٹری میں بند رکھا ہوا ہے۔ اب ان نشاۃ ثانیہ پانے والے جراثیم سے نئی جراثیم کش (Antibiotic) ادویہ تیار کی جائیں گی۔ ڈاکٹر کانو کا اس سلسلہ میں ایک دوائیں تیار کرنے والی کمپنی سے معاہدہ بھی ہو گیا ہے۔ نئی ادویہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ پرانی اینٹی بائیوٹک ادویہ بوجہ کثرت استعمال تدریجاً غیر مئوثر ہو رہی ہیں کیونکہ جراثیم نے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کر کے ان ادویہ کے دفاع کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیا ہے۔ ڈاکٹروں اور مریضوں کے لئے یہ امر تشویش پیدا کر رہا ہے۔

مومن کو اللہ تعالیٰ کے کاموں پر غور و فکر کرنے کا حکم ہے کہ یہ علم و معرفت میں ترقی کا ذریعہ ہے۔ قرآن نے برزخ یا قبر کو مرقد یعنی سونے کی جگہ بھی کہا ہے جیسے فرمایا " وہ کہیں گے ہم پر افسوس کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا" (۳۶:۵۳) اور مرقد سے حشر اسی رنگ میں ہوگا جس طرح نباتات کی خوابیدہ (Dormant) زندگی پانی سے حیات نو پاتی ہے۔ جیسے فرمایا " ..... اور ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے مردہ ملک کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح مرنے کے بعد نکلنا بھی ہوگا" (۱۵:۱۲) - نیز فرمایا "اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے جو بادل کو اٹھاتی ہیں۔ پھر ہم اس کو ایک مردہ ملک کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی ویرانی کے بعد آباد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح موت کے بعد اٹھنے کا قانون مقرر ہے" (۳۵:۱۰) ●●●●●●

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔ (مینجر)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
30th June 1995 - 13th July 1995

FRIDAY 30TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA Variety: *"A talk of Aftab Khan Sahib on Services of Hadhrat Fateh Mohamad Sahib and Ch. Zufrullah Khan Sahib"*
1.00	News
1.20	Friday Sermon *LIVE*
2.40	*Nazam*
2.45	Mulaqat *with Urdu speaking friends. 30-6-95*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

SATURDAY 1ST JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: *"The Opening Ceremony of Chicago Mosque" 23/10/1994*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *" Book Exhibition in Islamabad*
2.00	Children's Corner: Mulaqat *with Huzoor 1-6-95*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety: *German programme (Lajnalmaillah)"Quiz programme" part 4*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

SUNDAY 2ND JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith *with English Translation*
12.00	MTA Variety: *Concluding Speech of Hadhrat Khalifatul Masseh IV, Ijtema 28/5/95*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *"A Talk by Maulana A. Salaam Tahir Sahib*
2.00	Mulaqat *with English delegates 25/6/95*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety *:A Letter from London by Ameer sahib UK*
3.35	*Nazam*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

MONDAY 3RD JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfoozat
12.00	Eurofile: *Speech by Noor Ahmad Bulstad (Norwegian) Part 2.*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *Documentary*
2.00	"Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.91*
3.00	*Nazam*
3.05	"Dilbar mera yehi hai" *Ch. Hadi Ali sb.*
3.30	MTA variety: *German programme "Introduction to Ahmadiyyat" Part 12*
4.00	*Qaseedah*
4.05	Arabic Programme
4.40	*Nazam*
4.50	*Tomorrow's Programmes*

TUESDAY 4TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters: *"Health care of Mother and Child"*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 1 part 1*
1.00	News
1.30	Around the globe: *"Introduction of the first 14 members of Lajna "; Hadhrat Sayyeda Nawab Mubaraka Sahiba*
2.00	"Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.92*
3.00	*Nazam*
3.05	*Cooking Lesson* ALMAIDAH
3.35	Canada Speaks: *Meet our Friends Part 6*
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

WEDNESDAY 5TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: *" Why I accepted Ahmadiyyat", Bosnian Language*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 1 part 2*
1.00	News
1.30	MTA Life Style: *Sewing Class*
2.00	"Quran Class" *Tarjamatul Quran class No.66*
3.05	*Nazam*
3.10	MTA Variety: *"Hadhrat Masseha Maud ke Karnamay"*
3.40	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

THURSDAY 6TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters: *with Dr.Mujeeb ul Haq*
12.25	Learning Languages with Huzoor *Lesson 2 part 1*
1.00	News
1.20	*Nazam*
1.30	Around the Globe: *"Khilafat "3rd Part*
2.00	"Quran Class" *Tarjamatul Quran class No.67*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety : *Life of Hadhrat Bhai Abdul Rahman, Qadian*
3.30	Children's Corner: *Bait Bazi Nasirat from Rabwah 1st part*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

FRIDAY 7TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA Variety: *Programme about the Martyrdom of Dr. Naseem Baber*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 2 part 2*
1.00	News
1.20	Friday Sermon *LIVE*
2.40	*Nazam*
2.45	Mulaqat *with Urdu speaking friends. 7/7/95*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

SATURDAY 8TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: *An Interview with Syed A. Yahya Sahib "Jalsa Duties and Waqare A'amal"*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 3 part 1*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *Various Programmes from U.S. Ahmadiyya Jama'at: " Experiments in Science Lab." 1st part*
2.00	Children's Corner: *Mulaqat with Huzoor 8/7/1995*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety: *German programme Lajna Imaillah "Quiz programme" part 5*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

SUNDAY 9TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith with English Translation
12.00	MTA variety : *German programme "Should Woman work or not"*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 3 part 2*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *" Various programme from U.S. Ahmadiyya Jama'at 2d part*
2.00	Mulaqat *with English delegates*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety *:A Letter from London by Ameer sahib UK*
3.35	*Nazam*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

MONDAY 10TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile:
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 4 part 1*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *Documentary*
2.00	"Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.93*
3.05	*Nazam*
3.10	"Dilbar mera yehi hai" *Ch. Hadi Ali sb.*
3.30	MTA variety: *German programme "Islamesch Press Shau"*
4.00	*Qaseedah*
4.10	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

TUESDAY 11TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters *with Dr.Mujeeb ul Haq*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 4 part 2*
1.00	News
1.30	Around the globe: *"Introduction of the first 14 members of Lajna Imaillah, about Hadhrat Sayyeda Mahmoodah Begum.*
2.00	"Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.94*
3.00	*Nazam*
3.05	*Cooking Lesson* ALMAIDAH
3.30	*Nazam*
3.35	Canada Speaks: *"Meet our friends" part 7*
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

WEDNESDAY 12TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	MTA Variety : *"Barakate Khilafat" Turkish Language*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 5 part 1*
1.00	News
1.30	MTA Life Style: *Sewing Class*
2.00	"Quran Class" *Tarjamatul Quran Class No. 68*
3.05	*Nazam*
3.10	MTA Variety: *"A sitting with Maulana Naseem Saifi Sb. last part*
3.40	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

THURSDAY 13TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters: *with Dr.Mujeeb ul Haq*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 5 part 2*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *Documentary*
2.00	"Quran Class" *Tarjamat tul Quran Class No.69*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA Variety: *Seerat Hadhrat Mohammad Din Sahib*
3.30	Children's Corner: *Bait Bazi from Rabwah 2nd part*
4.05	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

Programmes or their timings may change without prior notice .We are pleased to inform our viewers that "Learning Languages with Huzoor" programme will be back on the 4th of July at the same time. We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme.

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol. 2 Friday, June 30, 1995 No. 26

شذرات

(م-ا-ح)

جب بھی کسی معاشرے میں زبردست اکثریت نے کسی اقلیت کو دبانے کے لئے دستور زباں بندی نافذ کیا ہے یا کسی جابر و مستبد حکمران نے اپنی رعایا کے بنیادی حقوق سلب کرنے کے لئے ظالمانہ پابندیاں عاید کی ہیں، عوام میں سے بالخصوص اہل الرائے لوگوں نے اپنی بات کہنے کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر ہی لی۔

ایسے ادوار میں جہاں شاعر حضرات نے رموز و علامات کا استعمال کیا وہاں لکھنے اور بولنے والوں نے جہاں اشارہ و کنایہ کا سہارا لیا وہاں روزمرہ کی بول چال میں الفاظ کو ذو معنیین بنایا اور اپنے دکھ کے اظہار کے علاوہ حکام وقت کو بھی نصیحت اور تنبیہہ کرنے سے باز نہ رہے۔ اگر حکام کو " حماقت " جیسا غیر پارلیمانی لفظ قابل گرفت معلوم ہوا تو انہوں نے "سادہ لوحی" سے کام چلالیا اور ظالم کو "پھانسی لگنے" کی بددعا دینے کے بجائے اسے " خدا تجھے بلند کرے " اور " تو اندھا ہو جائے " کی جگہ "خدا تیری آنکھیں ٹھنڈی کرے" جیسی دعائیں دیں۔ ایسے موقعوں پر عوام بھی سیانے ہو جاتے ہیں اور مردہ جانور کھانے والوں کو "حلال خور" اور لونڈی زادے کو "نجیب" کا نام دے کر کانٹوں سے دامن بچا جاتے ہیں۔ جہاں ایک معروف کلمے پر اعتراض کا اندیشہ ہوا وہاں لغت سے اس کا متبادل لے آئے اور یہ بھی نہ ہو سکا تو عبارت میں (ـ) خلا رکھ دیا کہ پڑھنے والے خود ہی خالی جگہوں کو پر کرلیں۔

پاکستان میں ضیائی (تاریک) دور میں جب عسکری ضابطوں کے تحت جماعت احمدیہ کا ناطقہ بند کرنا مقصود ہوا تو اس کے لئے جو خصوصی آرڈیننس جاری کیا گیا اس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ احمدیوں کے لئے تشبہ بالمسلمین ایک قابل تعزیر جرم ہو گا۔ اس قانون کی بلاغت میں وہ وسعت تھی کہ احمدی کچھ کریں یا نہ کریں محض ان کے ماں باپ کے رکھے ہوئے ناموں، ان کے لباس، شکل و صورت اور چلنے پھرنے کے انداز پر بھی گرفت ہو سکتی تھی۔ ڈاڑھی بڑھانا سنت نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہے اور ختنہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خداتعالیٰ کے عہد کی نشانی ہے۔ ان پر عمل سے بھی کسی دن احمدیوں کی پکڑ دھکڑ ہو سکتی ہے۔

لیکن اس وقت ہمارا ارادہ ان قوانین کے مضمرات کا جائزہ یا ان کے امکانات کا احاطہ نہیں۔ آج کی نشست میں ہم اپنے قارئین کو اردو شعر، انشا اور صحافت پر ان قابل مذمت ضوابط کے اثرات کا کچھ نظارہ کروانا چاہتے ہیں۔ ۱۹۸۴ء کے بدنام زمانہ مارشل لاء آرڈیننس کے بعد احمدی اخبارات، جرائد اور کتب کا جس طرح گلا گھونٹا گیا، اس سے، کم از کم احمدی ادب میں ایک نیا اسلوب رائج ہوا ہے اور ایک نئی لغات ترتیب پا رہی ہے۔ قرآن پاک کا کوئی مبارک کلمہ احمدی اخبارات و رسائل میں بعینہ درج نہیں ہو سکتا، مشاہیر اسلام کے القابات نقل نہیں ہو سکتے، اور تو اور لفظ "اسلام" چاہے ان نام نہاد مسلمانوں کے بارے میں ہی ہو، درج نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہم ربوہ سے شائع ہونے والے روزنامہ الفضل میں انہیں " ننگ اسلام " نہیں لکھ سکتے اور نہ ہی حالی اور اقبال کے وہ اشعار روایت کر سکتے ہیں جن میں ایسے الفاظ کے ساتھ ان کا نوحہ کہا گیا ہے۔

بیشتر احباب جماعت کو اس قلب ماہیت کا علم ہے ہی مگر احمدیوں کی آئندہ نسلوں کی آگاہی اور عبرت کے لئے ہم اس "لغات الجبر" کا کچھ نمونہ ذیل میں محفوظ کرتے ہیں تاکہ جہاں انہیں یہ علم ہو کہ ان کے سابقین کو کیا کیا اذیتیں دی گئیں وہاں انہیں اسفل سافلین کے معانی بھی معلوم ہوں کہ دشمن کس پستی تک جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ ان سب الفاظ یا تراکیب کے استعمال پر احمدیوں کے اخبار اور رسائل کے مدیران، ناشرین اور طابعین پر مقدمے قائم ہوئے ہیں۔ سزائیں صادر ہوئیں ہیں اور تنبیہوں کا تو کچھ شمار ہی نہیں۔ ان "متروک" کلمات کے متبادل ہمارے اخبارات جو الفاظ لاتے ہیں وہ ان کے مدیران اور مضمون نگاروں کی جودت طبع پر دال ہیں اور یقیناً آنے والا زمانہ ان کی ادبی کاوشوں پر خراج تحسین پیش کرے گا۔ فہرست ملاحظہ کرنے سے قبل یہ عمومی قاعدہ یاد رکھیں کہ قرآن مجید کی کوئی آیت یا اس کا ایک حصہ عربی میں تحریر کرنے کے بجائے اگر اس کا ترجمہ دے دیا جائے تو ان اجارہ داروں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی یا اگر عبارت میں خلا (ـ) رکھ دیا جائے تو عاقل کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہو جاتا ہے مگر ملا کی شکایت پر تھانے دار یہ ضرور پوچھتا ہے کہ یہاں کون سی دفعہ لگاؤں۔

یہ جدید لغت پوری تو نقل نہیں ہو سکتی تاہم اس کا کچھ حصہ بغیر کسی خاص ترتیب کے حاضر ہے۔

اسلام --- دین حق
قرآن --- کلام الٰہی، کتاب اللہ
مسجد --- بیت الذکر
نماز --- عبادت
اذان --- بانگ
مومن --- صاحب ایمان
ختنہ --- مسلمانی
مسلمانی --- سنت ابراہیمی
رمضان --- برکت والا مہینہ
استغفار --- گناہوں کی معافی
عشاء --- آخری نماز
تراویح --- آخری نماز کے بعد کی عبادت
مرحوم --- وفات یافتہ
شہید --- خدا کی راہ میں قربان
صحابی --- رفیق
حاجی --- زائر حرمین
مبلغ --- مربی، صاحب ارشاد، داعی الی اللہ
تبلیغ --- دعوت، پیغام حق
بیعت --- عقد اطاعت
مبائع --- نیاز مند
خلیفۃ المسیح --- امام جماعت
خلافت --- قدرت ثانیہ، امامت
الہام --- خدائی خبر، پیغام
بشارت --- خوش خبری
پیش گوئی --- پہلے سے بتائی گئی بات
ہجرت --- نقل مکانی
احمدی بے گناہ قیدی --- اسیر راہ مولیٰ
حضور --- حضرت صاحب
حضرت مسیح موعود --- بانی سلسلہ احمدیہ
مہدی --- ہدایت یافتہ
آمین --- اے خدا تو ایسا ہی کر
انشاء اللہ --- اللہ نے چاہا تو
السلام علیکم --- سلامت باشید
رضی اللہ عنہ --- خدا ان سے راضی ہو
انا للہ وانا الیہ راجعون --- ہم اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے
رحمۃ اللہ علیہ --- ہماری دلی دعائیں آپکے لئے
علیہ السلام --- ان پر سلامتی ہو
الحمد للہ --- سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

بمبئی میں اذان پر پابندی مساجد بند کرنے کے نوٹس

(انڈیا)۔ جس طرح پاکستان میں ملاؤں کے ساتھ گٹھ جوڑ کی وجہ سے حکومت آئے دن جماعت احمدیہ مسلمہ کی مساجد کی بے حرمتی کرتی رہتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ حکومت پاکستان کے انٹی احمدیہ آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے مطابق انہیں اپنی مساجد میں اذان دینے کی اجازت بھی نہیں اسی طرح انڈیا میں بھی بعض انتہا پسند ہندو مسلمانوں کی مساجد کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ خبر ملی ہے کہ بھارتی صوبہ مہاراشٹر کی انتہا پسند ہندو جماعتوں بے جے پی اور شیو سینا کی مخلوط حکومت بننے کے بعد بمبئی میں مسلمانوں کی مساجد میں اذان پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اور مسلمانوں کو غیر ملکی قرار دے کر انڈیا سے چلے جانے پر مجبور کیا جارہا ہے۔

ایک خبر کے مطابق ایک جگہ شیو سینا کے کارکنان فجر کی نماز کے وقت ایک مسجد میں گھس گئے اور اذان رکوا دی۔

☆☆

عورتوں کے ختنہ کی غیر اسلامی رسم نے ایک لڑکی کی جان لے لی

(مصر)۔ مصر کے دریائے نیل کے ڈیلٹا کے علاقہ میں ایک گاؤں کے حجام نے دو لڑکیوں کے ختنہ کرتے ہوئے ایک کو تو موت کی نیند سلا دیا اور دوسری کو زخمی حالت میں ہسپتال لے جانا پڑا۔ تفصیلات کے مطابق ۱۰ سالہ نورا احمد عباس زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئی جب کہ اس کی ۱۲ سالہ بہن ہبہ زخمی حالت میں ہسپتال میں پڑی ہے۔

مصر کی انسانی حقوق کی تنظیم نے اس واقعہ پر سخت احتجاج کیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے الازہر مسجد کے امام پر مقدمہ دائر کر دیا ہے کیونکہ ازہر کے امام نے پچھلے دنوں اس رسم کے حق میں بیان دیا تھا۔ انسانی حقوق کی تنظیم کا کہنا ہے کہ مصر میں روزانہ ۳۶۰۰ لڑکیوں کا ختنہ کیا جاتا ہے جو سرکاری ہسپتال بھی کرتے ہیں اور حجام بھی۔

گزشتہ سال اکتوبر میں مغربی میڈیا پر ختنہ کی ایک فلم دکھائی گئی تھی جس پر عالمی احتجاج ہوا تھا اس پر مصر کے ہیلتھ منسٹر نے اس ظالمانہ رسم پر پابندی لگانے کے لئے قانون سازی کرنا چاہی تھی مگر بعد میں اس نے یہ بیان دیا کہ ہزاروں سال پرانی رسم پر پابندی عائد کرنا ٹھیک نہیں اور اس طرح کوئی قانون سازی نہ ہو سکی۔

☆☆

نئے چاند کی دریافت

[امریکہ] سائنس دانوں نے مریخ اور مشتری سیاروں کے درمیان ایک نئے چاند کی دریافت کی ہے۔ یہ چاند اتنا چھوٹا ہے کہ طاقتور دوربین کی مدد سے بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اس کا نام Dactyl رکھا گیا ہے۔ اس کا قطر ایک میل کے لگ بھگ ہے اور زمین کے چاند کی طرح اس کی سطح پر بھی Craters پائے جاتے ہیں۔

یہ چاند ایک چھوٹے سے سیارے Asteroid کے گرد گردش کر رہا ہے جس کا نام Ida ہے۔ یہ سیارہ دس میل چوڑا اور تیس میل لمبا بتایا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ مریخ اور مشتری کے درمیان اس قسم کے کئی سیارچے گردش میں ہیں۔

Ida کی رفتار ۳۰ میل فی سیکنڈ ہے۔ اس کی دریافت اس وقت ہوئی جب ۱۹۹۳ء میں گیلیلیو نامی ہوائی راکٹ اس کے قریب سے گزرا اور اس چاند کی تصاویر زمین پر بھجوائیں۔

سائنس دان اس وقت یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے کہ ان سیارچوں کے اپنے چاند بھی ہو سکتے ہیں مگر اب ان کو اس بات کا یقین آگیا ہے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad